معروف ہوتے تھے عاقبت الامر نوشتگین کرخی مظفر و منصور ہوا اور داؤد کا پاے قرار جگہ سے ہلگیا راہ فرار ناپی غزنویہ سلجوقیہ کا
پیچھا کرکے ساز و سلاب انکا لوٹ لائے اور بغنیمت وفیروزی غزنین مین بازگشت کی اور یہ فتح فرخ زاد کے لیے سبب استقامت ہوئی بایراق تمام
وسپاہ نصرت انجام ہمراہ لیکر اعلام توجہ خراسان کی طرف بلند کیے اور سلجوقیہ کی طرف سے کلیسارق مع انکے امراے اعاظم سے تھے مع لشکر
فراوان استقبال کیا اور فریقین کے مقابل ہونیکے بعد آتش جدال وقتال اسقدر شعلہ زن ہوئی کہ شہسواران میدان فصاحت دریابیساران
معرکہ بلاغت کی زبان اسکی صفت سے عاجز و قاصر ہو اس محاربہ مین بھی تائیدات الٰہی سے نسیم فتح وظفر غزنیونکے مشام پر چلی کلیسارق و چند شخص اور
اعیان سلجوقیہ سرپنجہ تقدیر مین اسیر ہوئے اور جب یہ خبر جغربیگ سلجوقی کو پہونچی اپنے فرزند الپ ارسلان کو سلطان فرخ زاد کے مقابلہ کو روانہ کیا اور
ادھر سے نوشتگین کرخی اسکے محاربہ کو متوجہ ہوا اس مرتبہ سلجوقیہ نکو صورت فتح مشاہدہ ہوئی اور بعض اعیان غزنین انکے اسیر و دستگیر ہوئے الپ ارسلان
نے نہایت حشمت اور شوکت سے مراجعت فرمائی فرخ زاد نے جب صورت حال اسطرح سے معاینہ کی کلیسارق کو مع تمامی متعلقان سلجوقیہ قید سے
رہائی بخشی اور خلعت ہاے فاخرہ سے محتاج فرما کر آزاد کیا سلجوقیون نے جب یہ لنساغیت دیکھی انھون نے بھی اسیران غزنین کو رعایت کرکے مطلق العنان
کیا اور سلطان فرخ زاد روضۃ الصفا کی روایت سے مسعود کا فرزند ہے اور بقول حمد اللہ مستوفی پسر عبد الرشید ہے چھ برس بادشاہی کی اور سنہ
چارسو پچاس ہجری مین عارضہ قولنج کے سبب سے عالم باقی کیطرف متوجہ ہوا اور قبل اس سے ایک برس اُسکے غلامون نے جسوقت کہ وہ حمام مین تھا
اُسکے قتل کا بیڑا اُٹھا کر اتفاق کیا اور حمام مین داخل ہوئے اور اُسنے اُنکے حال پر اطلاع پا کر شمشیر میان سے لی اور اسقدر اُنکی مدافعت اور ممانعت
مین مشغول ہوا کہ لوگ خبردار ہو کر حمام مین آئے اور اُن غلامونکو قتل کیا اور اس قضیہ کے بعد فرخ زاد ہمیشہ موت کا ذکر اور دنیا کی حقارت
کرتا تھا یہانتک اسی سال داعی حق کو لبیک اجابت کی اوائل مین وزیر اسکا حسن بن مہران تھا اور اواخر مین ابوبکر بن صالح ۔ ذکر سلطنت

ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود غزنوی کا ۔ اسکے بعد کہ سلطان فرخ زاد کوے فنا مین مقیم ہوا سلطان ابراہیم
نے اپنے وجود باجود سے صدر ایالت کو آراستہ کیا اور وہ ایک بادشاہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا اور باوصف آغاز شباب در جوانی ترک
لذات نفسانی کرکے ماہ رجب اور شعبان کو ماہ رمضان کے ساتھ انضمام دیتا تھا یعنی ہر سال تین مہینے صایم رہتا تھا اور تمہید بساط معدلت
اور رعیت پروری مین بروجہ احسن قیام کرتا تھا اور خیرات و مبرات اور داد و دہش مین مبالغہ فرماتا تھا جیسا کہ جامع الحکایات
مین مسطور ہے کہ ہر سال ایک مرتبہ امام یوسف سجاوندی کو اپنی مجلس مین بلواتا اور وہ وعظ کہنے مین مشغول ہوتے اور لوگونکو
بھی نصیحت کرتے اور وہ بزرگوار سلطان ابراہیم سے کلام بے محابا کرتے اور سلطان اس امام یگانہ کی درشتی سے آزردہ نہوتا اور خط نسخ
بہت خوب لکھتا اور ایام سلطنت مین ایک مصحف اپنے خط سے انجام کو پہونچا کر ایک سال مکہ معظمہ مین اور ایک سال مدینہ مشرفہ مین
بھیجتا تھا کہتے ہین ابتک چند مصحف اسکے خط کے حضرت رسالت پناہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتب خانہ مین موجود ہین
اور سلطان ابراہیم کو اوائل سنوات جلوس مین سلجوقیونسے مصالحہ کا اتفاق پڑا اس طور پر کہ کوئی فریقین سے قصد مملکت دوسرے کا نکرے
اور رعایا کو کہ ودایع الٰہی ہین ضرر اور مزاحمت نہ پہونچا دے اور دختر سلطان ملکشاہ سلجوقی کو اپنے فرزند مسعود کے عقد نکاح مین
لاکر ابواب مصادقت مفتوح کیے کہتے ہین پیشتر اس سے کہ صلح واقع ہو سلطان ملکشاہ سلجوقی نے یورش غزنین پر عزیمت کی سلطان
ابراہیم نے متوہم ہو کر ایک تدبیر اندیشہ کی اور نامے اس مضمون کے امراے سلطان ملکشاہ سلجوقی کے نام لکھے کہ جو ہمارے سمع اشرف
مین پہونچا کہ سلطان ملکشاہ کو تمنے اسطرف آنیکے واسطے بہت سی ترغیب تحریص کی ہے یہ امر ہمین نہایت پسند ہوا طریقہ اخلاص وہ کہ
اس مقدمہ مین نہایت کوشش مبذول رکھکر ایسا کرو کہ سلطان ملکشاہ بعجلت تمام اس ولایت مین آوے تو ہم اُس سے نجات
کلی پا دین اور جیسا کہ تمھارے واسطے دس سوات کا اقرار کیا ہے مضاعف کرکے عنایت وعاطفت مبذول رکھینگے اور یہ

مکتوبات ایک کو دیکر کہا کہ سلطان ملکشاہ اکثر اوقات صید و شکار مین مشغول رہتا ہی فرصت کا وقت نگاہ رکھیو تاکہ شکارگاہ مین تجھے اُسکے پاس لیجاوین اور غرض سلطان ابراہیم کی اس تعلیم سے یہ تھی کہ وہ مکتوبات کسی مقام مین ملکشاہ کے ہاتھ آوین کہ امرا اُسکے ہمراہ ہون اتفاقاً اُن دنون مین سلطان ملکشاہ نے قصبۂ اسفراین مین نزول کیا تھا اور ایکروز شکار کیواسطے برآمد ہوا تھا ناگاہ شکار مین حافظان صیدگاہ اُسے پکڑکر سلطان ملکشاہ کے روبرو لیگئے جب سلطان ملکشاہ نے پوچھا باتین پریشان کہنے لگا سلطان نے فرمایا اُسے چند تازیانہ مارو تو راست راست اقرار کرے جب اُنھون نے شاہ کے حکم کے موافق عمل کیا بولا مین سلطان ابراہیم غزنوی کا پیک ہون مجھے اس اردو مین بھیجکر چند مکتوب دیے ہین جب مکتوبات اُس سے لیکر سلطان ملکشاہ نے اُسکے مضمون پر اطلاع پائی اس مضمون کا اظہار مناسب ندیکھا اور عنان عزیمت اس ارادہ سے معطوف فرماکر اپنے دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی آخرالامر نہایت جستجو کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ حیلہ تزویرات سلطان ابراہیم سے تھا اور سلطان ملکشاہ سے منقول ہی کہ حقیقت حال کے دریافت ہونیکے بعد فرماتا تھا کہ سلطان ابراہیم شاہ نے یہ مکر و حیلہ اسواسطے کیا تھا کہ طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا اور یقین جانتا تھا کہ اگر جنگ کی نوبت واقع ہوگی مین مغلوب مطلق ہونگا لیکن جو مین اُسکے مکر و تزویر سے اس عزیمت سے باز رہا گویا وہ ہمپر غالب آویگا جب ابراہیم بن مسعود کا دل سلجوقیہ کیطرف سے مطمئن ہوا لشکر ہندوستان کی سمت روانہ کیا اور اس دیار کے بعضے مقام اسوقت تک فتح نہوئے تھے مسخر اور مفتوح کیے اور سنہ چارسو بہتر ہجری مین سلطان ابراہیم نے خود ہندکیطرف نہضت فرمائی اور قلعۂ اجودھن کو جو اب ساتھ پٹن شیخ فرید شکرگنج کے مشہور ہی اور لاہور سے اس قلعہ تک سو کوس کی مسافت ہی محاصرہ کرکے مسخر کیا اور اس فتح کے بعد دوسرے قلعہ پر جسے روپال کہتے تھے متوجہ ہوا اور وہ قلعہ پہاڑ کے قلہ پر واقع ہی کہ ایک سمت دریا اور دوسری طرف جنگل حائل ہی کہ درختان خاردار وغیرہ سے آفتاب کی شعاع کا آمین گذر نہین ہوسکتا اور اُسکے اکثر اشجار پر زہردار سانپونکا مسکن تھا اور اس حصار کے نیچے کھڑے ہونے اور جنگ کرنیکی جگہ نہ تھی سلطان ابراہیم نے ہمت خسروانہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف رکھی اور لشکر کو آراستہ کرکے جنگ کی بنیاد ڈالی اور تائیدات ربانی اور قوت سپاہ اسلام سے اُسے بھی تھوڑے سے عرصہ مین فتح کیا پھر وہانسے عنان عزیمت دوسرے شہر کیطرف کہ اس سے قریب تھا اور دردہ نام رکھتا تھا معطوف فرمائی وہانکے باشندے خراسانیونکی نسل سے تھے کہ افراسیاب نے اُنکی سرکشی سے بہ تنگ آکر مع زن و فرزند ولایت خراسان سے ہندوستانکی جانب نکالدیا تھا اور آدمی اس شہر کے تمام اُس جماعت سے تھے اور بیگانہ سے پیوند و وصلت نہین کرتے تھے اور اصنام کی پرستش اور دوام کے فسق پر شیفتہ تھے اور وہ شہر نہایت آباد اور معمور تھا اور ایک حوض اس شہر مین تھا کہ قطر اُسکا نصف فرسخ اور قعر اُسکا گہرائی کی کثرت سے دریافت نہوتا تھا اور شہر کے تمام سال آدمی اور چوپائے اُنکے اُسمین سے پانی پیتے تھے ہرگز تفاوت محسوس نہوتا تھا اور جنگل کی کثرت سے جو اُس قلعہ اور شہر کے گرداگرد واقع تھا آمد و شد کا راستہ دکھائی نہین دیتا تھا اور ملوک ہند بسبب اسکے کہ قلعہ اس جماعت پر جملہ محالات سے جانتے تھے اُنسے متعرض اور مزاحم نہین ہوتے تھے اور سلطان ابراہیم کو اس سفر مین راہہای دشوار بہت پیش آئین جب اُس جنگل مین پہونچا کئی ہزار پیادہ تبردار اُن درختونکے قطع کرنیکے واسطے پیشتر روانہ کیے تھے تاکہ اُن درختونکو قطع کرکے راہ کشادہ کرین اور لشکر کے لوگ آئین بفراغت تمام گذر کرتے تھے خلاصہ یہ جب سطریق سے اس شہر کے حدود مین پہونچے موسم برشکال آیا اسکے سبب سے تین مہینے تک کفار کے ستقر مین توقف کیا اور بباعث کثرت بارش بہت محنت اور مشقت کھینچی اور بعد مرور موسم برسات نہایت شوکت و شان سے اس شہر کے کنارہ گیا پہلے ایلچی بھیجکر دعوت اسلام کی جب اُنھون نے قبول نہ کیا کارزار مین مصروف ہوا جبراً و قہراً اس قلعہ کو مفتوح کیا اور ایک لاکھ ہندی قید کرکے غزنین لیگیا اور غنائم کو اسپر قیاس کرسکتے ہین اور منقول ہی کہ ایکروز سلطان ابراہیم غزنین کیطرف جاتا تھا ایک حمال کو یعنی بوجھ اُٹھانے والے کو دیکھا کہ بھاری پتھر سر پر رکھے ہوئے عمارت سلطانی کیواسطے لیے جاتا ہی

اور اس بوجھ سے رنج اور مشقت نہایت کھینچتا ہی سلطان کو اسکے حال زار پر رحم آیا فرمایا کہ یہ پتھر پھینکدے اُس بیچارہ نے پھینکدیا اور وہ پتھر میدان میں پڑا رہا جب گھوڑ سے وہان پہونچتے تبھی پتھر کے سنگ راہ ہونے سے وہ زمین آزار کھینچتے تھے یعنی ٹھوکر کھاتے تھے ایکدن ایک مقرب نے سلطان ابراہیم کو عرضداشت کی کہ اگر حکم ہو وہ پتھر میدان سے اُٹھا ڈالے کہ یہ امر مصلحت سے خالی نہین بادشاہ نے عرضداشت کی ناصیہ پر دستخط کیا کہ ہمنے سابق مین حکم اس پتھر کے گرانیکا دیا تھا اگر اب حکم اسکے اُٹھانیکا نافذ ہو خلقت میری بے ثباتی قول پر گمان کرینگے اور امر بادشاہان صاحب اقتدار لائق و سزاوار نہین منقول ہی کہ وہ پتھر اسی طور سے بہرام شاہ کے آخر دور تک پڑا رہا اور سلطان ابراہیم کے نقدے تعظیم کیواسطے کوئی اُسے نہ اُٹھاتا تھا اور سلطان ابراہیم کے چھتیس فرزند اور چالیس دختر تھین بیٹیان سادات عظام اور علماے عالی مقام کو دین وفات اسکی ایک روایت مین ۴۸۱ھ چار سو اکاسی ہجری تھے پس ایام دولت اسکے اکتیس سال ہوئے اور بقول ۴۹۲ھ پھر مدت اسکے سلطنت کی بیالیس برس تھی وزارت اسکے اوائل ایام مین ساتھ ابوسہیل خجندی اور خواجہ مسعود رنجی کے تعلق رکھتی تھی اور عہد اواخر مین عبدالحمید احمد بن عبدالصمد نے وزارت کا نشان بلند کیا اور اس وزیر کی مدح مین ابوالفرج نے قصیدہ کہا کہ مطلع اُسکا یہ ہی شعر ترتیب فضل و قاعدۂ جود و رسم داد ✤ عبدالحمید احمد عبدالصمد نہاد ✤ استاد ابوالفرج سلطان ابراہیم کا معاصر تھا سیستانی الاصل ہی اور بعض غزنوی بھی کہتے ہین اور عنصری اُسکا شاگرد ہی اور عہد دولت ابوعلی سیمجوری مین کہ وہ امراے سامانیہ سے تھا فروغ پایا اور مداح اس خاندان کا رہا اور وہ ایک مرد نہایت محتشم اور صاحب جاہ تھا اور آل سیمجور سے اُسکو انعام اور اکرام بقیاس حاصل ہوتا تھا علم شعر مین نہایت ماہر اور صاحب فن تھا جیسا کہ ایک نسخہ بیچ اسمقدمہ کے رکھتا ہی اور اکابر رسائل اشعار مین استاد ابوالفرج کو استشہاد کیواسطے لاتے ہین اور اسکے واسطے ہی قطعہ عنقاے مغرب است درین دور خرمی ✤ خامش از براے محنت و غم زاد آدمی ✤ ہر چند گرد عالم صورت برآمدم ✤ غمخوار آدم آمد و بیچارہ آدمی ✤ ہر کس بقدر خویش گرفتار محنت است ✤ کس را نداد اند برات مسلمی ✤

ذکر سلطنت علاء الدولہ مسعود بن ابراہیم بن مسعود غزنوی کا۔ سلطان مسعود اخلاق حسنہ اور سخاوت وافر مین اتصاف رکھتا تھا اور عدل و انصاف مین کوشش کر کے عوارض تلخی جو کہ ظہور مین آئے تھے دفع کیے جاگیرین اور تعلقہ کہ سلطان ابراہیم نے ملوک و امرا کو عنایت فرمائے تھے بحال رکھے خواہر سلطان سنجر سلجوقی مسمے مہد عراق کو اپنے عقد نکاح مین لائے اور اسکے عہد مین حاجب طغاتگین مقطع لاہور ہندوستان کی سپہ سالاری پر فائز ہوا اور آب گنگ سے عبور کر کے ایسے مقام مین پہونچا کہ سلطان محمود کے سوا کوئی شخص لشکر اسلام سے وہان نہ پہونچا تھا تاخت و تاراج کر کے سالماً غانماً لاہور کیطرف معاودت کی اسکے بعد سلطان مسعود نے سولہ برس تمام بے تشویش و خرخشہ گذرانکر در آخر سنہ ۵۰۸ھ پانسو آٹھ ہجری مین عالم فانی سے دار البقا کیطرف راہی ہوا اور تاریخ گزیدہ مین تحریر ہی کہ مسعود کی وفات کے بعد اسکا بیٹا کمال الدولہ شیرزاد تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور ایک برس سلطنت کر کے سنہ ۵۰۹ھ پانسو نو ہجری مین ہاتھ سے اپنے بھائی ارسلان کے مارا گیا لیکن اور مورخون نے مسعود کے ذکر کے بعد بیو اسطہ ارسلان شاہ کا مذکور کیا ہی۔

ذکر ایالت سلطان سلطان الدولہ ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم غزنوی کا۔ جب ارسلان شاہ غزنین کا بادشاہ ہوا اپنے بھائیون کو گرفتار کر کے محبوس کیا مگر بہرام شاہ بھاگ کر سلطان سنجر کے پاس پہونچا اسوقت سلطان سنجر اپنے بھائی محمد سلطان بن ملکشاہ کیطرف سے خراسان کا فرمانروا تھا ہر چند ارسلان شاہ نے بہرام شاہ کے بارہ مین خط لکھا اور الحاح کی اُسے قبول نہ کیا یہانتک کہ بہرام نے در پے مدد ہو کر علم توجہ غزنین کیطرف بلند کیا ارسلان شاہ نے یہ خبر سنکر ایلچی سلطان محمد کے روبرو بھیجکر اُسکے بھائی سلطان سنجر سے شکایت کر کے التماس کی کہ اُسے اس ارادہ سے باز رکھے سلطان محمد مقام اصلاح مین ہوا لیکن مفید نہ پڑا ارسلان شاہ جب سلطان محمد کیطرف سے نا امید ہوا

اپنی مان مہد عراق کو جو سلطان سنجر کی بہن تھی مع دو لاکھ دینار اور تحف بسیار سلطان سنجر کے نزدیک بھیجکر طالب مصالحہ ہوا جو مہد عراق
اسکے ظلم اور بھائیونکے قتل ہونے سے انواع عقوبت مین گرفتار اور نہایت رنجیدہ تھی سلطان سنجر کو کہ بُست مین پہونچا تھا باتین جنگ آمیز
کہین اور غزنین کی روانگی کے باب مین بجد کیا سلطان ارسلان اپنی والدہ کیطرف سے بھی خاطر جمع کر کے تہیہ جنگ مین مشغول ہوا اور تیس ہزار
سوار اور پیادہ بیشمار اور ایکسو ساٹھ زنجیر فیل لیکر غزنین سے ایکفرسخ پر بادشاہ خراسانکے مقابلہ مین صفوف حرب آراستہ
کین اور دونون طرف سے لڑائی گھمسان ہوئی اور سپاہ کثرت سے کام آئی ابو الفضل ملک سیستان کے آثار جلادت سے کہ
ہمراہ ملک سنجر تھا غزنوی منہزم ہوئے ارسلان شاہ تاب مقاومت کی نہ لایا ہندوستانکی طرف روانہ ہوا اور سلطان سنجر غزنین مین داخل ہوا
چالیس روز اس شہر مین توقف کیا اور وہ ولایت بہرام شاہ کو ارزانی رکھی پھر عنان توجہ اپنی ولایت کی سمت معطوف فرمائی ارسلان شاہ
نے جب سلطان سنجر کی خبر معاودت سُنی لشکر ہندوستان جمع کر کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ عدم استعداد کے سبب تاب
مقاومت نہ لایا اور قلعہ بامیان مین متحصن ہوا اور آخر کو سلطان سنجر اُسکی تقویت اور مدد کو غزنین مین آیا اور ارسلان شاہ پٹھانونکے
درمیان مین بھاگا سلطان سنجر کے لشکر نے تعاقب کر کے گرفتار کیا اور بہرام شاہ کی سپردگی مین چھوڑا اُسنے اسے قتل کیا اور حکومت مین
مستقل ہوا مدت اسکے سلطنت کی تین سال تھی اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ سلطان ارسلان کے
عہد مین حوادث عظیم واقع ہوئے جیسا کہ آسمان سے آگ اور صاعقہ آئے اور اسکے سبب سے اکثر مکانات اور بازارین جلین **ذکر معز الدولہ
بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا**۔ وہ بادشاہ ذی شوکت اور صاحب ہمت تھا اور علما و فضلا کے ساتھ بیٹھتا اور اُنکی صحبت دوست
رکھتا اور ہر شخص پر بقدر علم و فضل رعایت کرتا اسواسطے اُس زمانے کے فضلا نے باسم شریف اسکے کتب تالیف فرمائی ہین اور مصنفات
مین مشغول ہوے ہین چنانچہ شیخ نظامی گنجوی نے مخزن الاسرار اسکے نام کہی اور سید حسین غزنوی نے اسکے روز جلوس یعنی سریر سلطنت پر
جلوہ گر ہونیکے دن ایک قصیدہ اسکی مدح مین انشا کر کے سلطان سنجر کے حضور پڑھا تھا اور مطلع اُسکا یہ ہے **مطلع** ندا دی برآمد ز ہفت
آسمان ٭ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان ٭ اور کتاب کلیلہ و دمنہ اسکے عہد مین عربی سے فارسی مین ترجمہ ہو کر اسکے نام مزین ہوئی
کہتے ہین کہ شطرنج اور کلیلہ دمنہ کو بادشاہ ہند نے نوشیروان عادل کیواسطے بھیجی بزرجمہر نے بمشقت تمام اس کتاب کو زبان پہلوی
کہ عبارت فرس قدیم سے ہے ترجمہ کی اور شطرنج مین کاوش کر کے اسکے کھیلنے کا طریق دریافت کیا اور ساتھ ایلچی کے کہ اُسکو لایا تھا کھیلا
پہلی مرتبہ قائم کیا اور دوسری بار مات کیا اور مقابل اسکے نرد استخراج کر کے راے ہند کے پاس ارسال کی اس دیار کے اہل فکر و
دانشمند اسکے دریافت سے عاجز ہوئے اور آخر کو اُس سفیر سے کہ لایا تھا چالین اُسکی یاد کین اور اہل ہند کا شطرنج کے استخراج سے
اشارہ یہ ہے کہ خیر و شر انسان سے ہے اور امور عالم سعی و کوشش سے حاصل ہوتے ہین اور اکثر امور مین قضا و قدر اور اجرام علوی کو
اسمین جاے دخل نہین مثل ازدیاد مال و جاہ و کسب علوم و مثل اسکے اور بزرجمہر نے اُسکے مقابل نرد استنباط کی ایما یہ ہے کہ سعی کو
بھلائی کے کارخانہ مین چندان مدخل نہین ہے اور اکثر ساتھ قضا و قدر کے متعلق ہے اگر تدبیر تقدیر کے موافق ہو درست آتا ہے والا نہین
طاس نرد مثل فلک اور کعبتین مثل انجم کے جو نقش کہ ساتھ خانۂ قدرت کے کعبتین مین نقش ہو موافق اسکے کھیلنا واجب ہے اور کھیلنا
عقل و تدبیر سے عبارت ہے اور ہارون رشید کے عہد مین کتاب کلیلہ و دمنہ کو ابن المقفع نے زبان پہلوی سے عربی زبان مین ترجمہ کیا اور
عہد سلطان بہرام شاہ مین عربی سے اس زمانے کی فارسی متعارف ہوئی اور بنام اُسکے تالیف کی اور اسکے بعد ملا حسین واعظ کاشفی نے
سلطان حسین مرزا کے عصر مین اُس فارسی مغلق کو بعبارت فارسی سلیس کر کے اشعار عربی موقوف کیے اور اسکا نام انوار سہیلی رکھا اور سلطان بہرام شاہ
نے اپنے عہد دولت مین چند مرتبہ ہندوستان کیطرف متوجہ ہو کر متمردون اور مجرمون کو گوشمال دی اور اول مرتبہ جو ہندوستان مین

داخل ہوا محمد باہلیم گرچہ سلطان ارسلان شاہ کیطرف سے سپہ سالار لشکر لاہور تھا اور اعمال ناشایستہ کا مصدر ہوکر
علم مخالفت بلند کیا تھا ستائیسوین رمضان ۵۱۲ھ بانسوبار دمین گرفتار کرکے قید کیا پھر اُسکو معاف کرکے قید
ستم سے رہائی بخشی اور بدستور سابق ہندوستانکا سپہ سالار کیا اور خود غزنین کیطرف مراجعت کی محمد باہلیم نے
سلطانکی غیبت مین قلعہ ناگور کو جو ولایت سوالک مین واقع ہی مفتوح کرکے اپنے اہل وعیال اور سلیقہ سامانکو وہان چھوڑا
اور عرب وعجم اور افغان اور خلج کا لشکر خوب بہم پہونچا کر تیغ اسلام سے بہت کفار سرکش نیست ونابود کیے اور اس سبب
بادۂ غرور اور نخوت سے اُسکے دماغ مین نشاء دو بالا ہوا داعیہ سلطنت اور ملک گیری کا کیا اور بہرام شاہ نے یہ
خبر سُنی دوسری مرتبہ ہند مین آیا اور وہ کافر نعمت بے نام ونشان یعنی محمد باہلیم مع دو فرزند کہ سب مسند امارت پر متمکن تھے
بقصد مقابلہ اور مقاتلہ بہرام شاہ کے استقبال کو دوڑا اور حوالی ملتان مین دونوںکا تقارب ہوا اور ایسی جنگ کہ فلک پیر
تمیدہ پشت نے مثل اسکے کمتر مشاہدہ کیا ہوگا وقوع مین آئی اور اثر کفران نعمت کا ظاہر ہوا صرصر ہزیمت محمد باہلیم کے
پرچم رایت پر چلی وقت گریز مع دو فرزندان اور اتباع زمین تجمہ پر گرکے ایسا غائب ہوا کہ اثر راکب ومرکوب سے
پیدا نہوا اسوقت سالار حسین بن ابراہیم علوی کو سپہ سالار اس حدود کا کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسکے اواخر
سلطنت مین قطب الدین محمد غوری سوری کہ داماد اُسکا تھا غزنین مین بہرام شاہ کے حکم سے مقتول ہوا اور سیف الدین سوری
اپنے بھائی کے انتقام خون مین غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور بہرام شاہ مقابلہ کی طاقت نرکھتا تھا غزنین سے کرمان گیا اور یہ
کرمان نہ کرمان مشہور ہے بلکہ کرمان ایک شہر تھا درمیان غزنین اور ہندا ور افغانونکے بسبب اسکے کہ اس ولایت کی نواح مین
بہت پہاڑ تھے وہان سوار ونکا گذر نہایت دشوار تھا اس ولایت پر متصرف ہوکر وہان قیام کیا اور سیف الدین غزنین مین داخل ہوکر
متصرف ہوا اور غزنویون پر اعتماد کرکے وہان بود وباش اختیار کی اور اپنے بھائی علاء الدین کو مع تمامی امراے قدیم غور کیطرف بھیجا
باوصف اسکے سیف الدین سوری اہالی غزنین سے ہمیشہ سلوک کرتا تھا اور غوریون کو یہ مجال نہ تھی کہ اُن پر تعدی کرین غزنوی
ہمیشہ خواہان بہرام شاہ کے تھے اور سیف الدین سوری سے ظاہرا دوستی کرتے تھے اور بہرام شاہ سے پوشیدہ ابواب
مراسلات مفتوح رکھتے تھے یہانتک کہ فصل سرما کی پہونچی اور غور کے راستے برف کی شدت سے بند ہوئے اور لوگون کو
دوا دوش کی طاقت نہ رہی بہرام شاہ ناگاہ مع لشکر افغانان وخلج ومردم صحرانشین حوالی غزنین مین پہونچا اور اُسوقت کہ فاصلہ
دو فرسنگ سے زیادہ نہ رہا سیف الدین سوری نے خبر پائی ساتھ غزنویونکے جو اخلاص اور دوستی کا دم بھرتے تھے درباب
جنگ اور روانگی غور کیطرف مشورہ کیا غزنویون نے نفاق کو اپنا شعار کرکے جو کہ حق مشورہ کا ہے پیش نہ پہونچایا اور واسطے
جنگ کے ترغیب اور تحریص کی سیف الدین سوری نے موافق المستشار موتمن کے اُنکو مشورہ مین امین جانا مع فوج غزنویہ
اور کچھ مردم غور سے شہر سے روانہ ہوا اور بہرام شاہ کے مقابلہ مین صف آراستہ کی ابھی لوازم حرب ظہور مین نہ پہونچے تھے
کہ غزنویون نے سیف الدین سوری کو پکڑکے خوش طبعانہ بہرام شاہ کے سپرد کیا بہرام شاہ نے فرمایا تو سیف الدین سوری
کا منہ سیاہ کرکے گاو ضعیف وناتوان پر کہ ساتھ ہزار تشویش کے ایک قدم اُٹھاتی تھی سوار کرکے تمام شہر مین تشہیر کیا
اور لڑکے بلکہ بوڑھے سفید ریش غزنین کے اُسکے پیچھے فریاد کرتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور تمسخر کرتے تھے اور تشہیر کے بعد
بدترین عذاب سے قتل کیا اور اسکا سر تن سے جدا کرکے عراق مین سلطان سنجر کے پاس بھیجا اور سید مجد الدین کو جو وزیر
سیف الدین سوری کا تھا اُسے بھی دار پر کھینچا اور جب یہ خبر وحشت اثر علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی آتش غضب کا دھوان اُسکے

کانون سینہ سے برآمد ہوا اور اپنے بھائی کے انتقام کے عزم مین مع لشکر ستیزہ گر غزنین کی سمت متوجہ ہوا لیکن اسکے پہونچنے سے پیشتر دست قضا نے بہرام شاہ کے طومار حیات کو لپیٹا اور اُسکے بیٹے خسرو شاہ کو محنت پنجۂ دنیا مین گرفتار کیا اور بروایت مشہور جب یہ خبر توجہ سلطان علاء الدین بہرام شاہ کو مسموع ہوئی اپنے لشکر کو جمع کرکے غزنین سے بعزم رزم باہر آیا اور ایلچی علاء الدین کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ معلوم ہوتی ہمین ہو کہ ارادہ بیجا حاصل ہے کہ تو نے کیا ہو نادم ہوکر پلٹ جا کہ مین کئی ہزار پہلوان شیر افگن و فیلان آہنین تن تیرے استیصال کیواسطے تیار رکھتا ہون میرے مقابلہ سے پرہیز کر اور ہاتھ دامن شمشیر مین مت ڈال تو ایکبارگی خاندان سلاطین غوریہ کا مندرس اور معدوم ہوئے سلطان علاء الدین نے کہا یہ کام کہ بہرام شاہ سے سرزد ہوا ہو علامت زوال دولت غزنویہ کی ہو کسواسطے کہ بادشاہان ممالک یکدیگر پر لشکر کھینچتے ہین اور آپ مین قدرت پاکر انفوس غیر کو دستاصل کرتے ہین لیکن نہ ساتھ اس رسوائی اور فضیحت کے اور یقین ہو کہ زمانہ واسطے مکافات اور عبرت انتقام تجھسے کھینچیگا اور مجھے تجھپر ظفر بخشیگا بہرام شاہ اپنے ہاتھیون پر نہ نازان ہوئے کہ اگر وہ فیل رکھتا ہو اول میرا اللہ کفیل ہو دوسرے خرمیل رکھتا ہون کہا کہ سپاہ علاء الدین مین دو آدمی تھے انھین خرمیل کہتے تھے اور یہ دونون شخص غوریون سے شجاعت اور توانائی مین فیل آسمان شکوہ کو خاک کنار بساط مین شہ مات کرتے تھے اور دست خوش بنا رکھتے تھے اور جب ایلچی رخصت ہوا اور وہ باتین کہ سخن نفیس بہرام شاہ سے گذارش کین اگرچہ وہ بحسب ظاہر متغیر ہوا لیکن باطن مین متاثر ہوا اور نہایت خوف اُسکے ضمیر پر مستولی ہوا القصہ جب دونون سپاہ جمع ہوکر حرب مین مشغول ہوئین اور آوازہ چاچاپ شمشیر اور رفتار فاش تیر کا گوش فلک کینہ کوش مین پہونچا خرمیل خرد و کلان مثل فیل مست معرکہ مین آئے خرمیل بزرگ نے خنجر سے فیل نامی کا شکم پھاڑا اور فیل اسپر حملہ آور ہوا دونون مرے اور خرمیل کوچک نے دوسرے فیل کو ڈالا اور خود تہ شکم اُسکے سے سلامت باہر آیا الغرض جب جسم ہاتھیونکے اس معرکہ مین مثل گاو اور گاو میش کے بیفائدہ اور بے منفعت ہوئے علاء الدین اور امراے غور بہیئت اجتماعی ایکبارگی بہرام شاہ پر حملہ آور ہوئے اور غزنویونکو ضرب دست فنا کیا اور جود دولت شاہ بن بہرام شاہ سپہ سالار لشکر پدر اور شجاع اور مردانہ تھا اس معرکہ جانستان مین جان عزیز بہشت کے سپرد کی اور بہرام شاہ مخوف ہوکر ہند کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین غم وغصہ فرزند وغیرہ سے بیمار رہا اور سرائے فانی سے ریاض جاودانی کیطرف انتقال کیا اور فوت اسکی بروایت صحیح ۵۴۷ھ پانسو سیتالیس ہجری مین واقع ہوئی اور مدت اسکے سلطنت کی پینتیس برس تھی اور ایک شعراے عصر بہرام شاہ شیخ سنائی ہو اور وہ ابو المجد مجدود بن آدم الغزنوی اور نفحات مین مسطور ہو کہ شیخ سنائی کی توبہ کا سبب وہ تھا کہ زمستان مین سلطان محمود واسطے تسخیر بعضے دیار کے غزنین سے باہر گیا تھا سلطان محمود کی مدح مین ایک قصیدہ سنائی نظم مین کھینچکر متوجہ اُسکے اردو کا ہوا تا کہ معرض عرض مین پہونچائے درمیان راہ کے ایک گلخن کے دروازہ پر پہونچا کہ ایک مجذوب مشہور لائے خوار اپنے ساقی سے کہتا تھا قدح پر کن بکوری محمود ساقی نے کہا محمود ایک بادشاہ مسلمان ہو اور ساتھ لعرجاد کے مشغول لائے خوار نے کہا محمود ایک مرد کہ ہو بہت ناخوش جو کچھ اسکے تحت حکومت مین آتا ہو اُسے منضبط نہین کرسکتا ہو اور چاہتا ہو کہ مملکت دیگر لیوے اور وہ قدح کھینچا پھر کہا ایک قدح اور پُر کر بکوری سنائی شاعر ساقی نے کہا سنائی ایک شاعر فاضل اور لطیف طبع ہو لائے خوار نے کہا اگر وہ لطف طبع سے بہرہ ور ہوتا ساتھ ایسے کام مین اشتغال کرتا کہ اُسکے کام آتا کسواسطے اُسنے کاغذ مین لکھا کہ کچھ اسکے کام نہین آتا ہو اور نہین جانتا ہو کہ اُسکو کسواسطے پیدا کیا ہو سنائی یہ کلام سنتے ہی متغیر ہوا شراب غفلت سے ہوشیار ہوا اور ساتھ سلوک کے مشغول ہوا اور خردمندان خردہ بین پر مخفی نہووے کہ شیخ سنائی بہرام شاہ کا معاصر تھا اور وہ کتاب ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری مین

اس شاہ عالیجاہ کے نام نظم کی اور جب سلطان محمود غزنوی سے ۴۲۱ھ چارسو اکتالیس ہجری مین وفات پائی ملا حظان دو تاریخ سے اذکیا کے نزدیک نسبت دشوح پاتا ہی کہ صحت حکایت مجذوب لائے خواہ عہد سلطان محمود مین نہایت بعید ہے اور ظاہر یہ امر سلطان مسعود کے عہد مین واقع ہوا اور کاتبون نے غلطی سے سلطان محمود کا نام لکھا ہو واللہ اعلم عند اللہ وفات شیخ سنائی کی صاحب تاریخ گزیدہ کے عقیدہ مین سلطان بہرام شاہ کے عہد مین واقع ہوئی اور بقول بعضے بغداد ۵۲۵ھ پانسو پچیس ہجری مین کہ تاریخ اتمام حدیقہ ہو اس واقعہ کا اتفاق ہوا **ذکر سلطنت ظہیر الدولہ خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا** روایت صحیح سے واضح ہوتا ہی کہ جب بہرام شاہ غزنوی نے غزنین مین وفات پائی روز خسرو شاہ امرا کے اتفاق سے مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا لیکن انھین دنون مین خبر علاء الدین غوری کے قریب پہونچنے کی متواتر پہونچی خسرو شاہ مع اہل و عیال ہندوستان کی طرف گیا اور شہر لاہور مین مقیم ہوا اور علاء الدین غوری نے غزنین مین جاتے ہی حکم دیا کہ غزنویوں کی تخریب اور غارت اور قتل مین مضائقہ نہ رکھو اسواسطے اسکی فوج نے سات روز آدمیون کے قتل کرنے اور لوٹنے اور جلانے مین اس شہر کے اصلا تقصیر نہ کی اور علاء الدین سوری کے سمع مین پہونچا کہ سیف الدین سوری کی تشہیر کیوقت عورتین غزنویہ کوچہ و بازار مین ناچ رہی تھین اور تمسخر کرتی تھین علاء الدین نے بہت عورتین غزنویہ کو قتل کیا اور کسی پر رحم نہ کیا اسوقت غور کیطرف متوجہ ہوا اور راہ مین جس جگہ ایک عمارت کہ اولاد سبکتگین سے منسوب تھی سب کو ڈھا کر جلائی اسکا یہ صلہ اسکے ساتھ لقب علاء الدین جہان سوز کے ملقب ہوا اور واسطے انتقام سید مجد الدین کے کہ نائب سیف الدین سوری کا تھا فرمایا کہ ایک جماعت سادات غزنویہ کے توبرہ خاک سے پُر کرکے انکی گردنمین لٹکایا اور فیروزہ کوہ مین لیجا کر سب کی گردن ماری اور وہ خاک کہ ان توبردن مین تھی انکے خون سے تر کرکے فیروزہ کوہ کے برج مین صرف کی اور بعد مراجعت سلطان علاء الدین سوری خسرو شاہ نے بطمع پاے تخت غزنین او رشہرا شت امداد سلطان سنجر لاہور سے مع سپاہ آراستہ اسطرف نہضت فرمائی اور اندنون مین جو ترکان غزان نے سلطان سنجر کو پکڑ کر متوجہ غزنین ہونے طاقت مقابلہ کی نہ لایا پھر لاہور کیطرف گیا ترکان غزان دس برس غزنین پر متصرف رہے اسکے بعد غوریون نے ترکان غزان سے چھین لیا اور گزشتہ عبد الفرج امراے خسرو شاہ نے غزنین کو پھر چھین لیا اور بعض کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب خسرو شاہ ترس آسیب علاء الدین غوری سے ہندمین بھاگا علاء الدین غوری جہانسوز گرم سیر نے قندھار و تکیناباد کو مسخر کیا اور سلطان غیاث الدین محمد کے سپرد کرکے غور گیا اور جب خسرو شاہ ہندسے مع سپاہ موفورہ غزنین کیطرف متوجہ ہوا علاء الدین جہانسوز چاہتا تھا کہ اس طریق سے مصالحہ کرے کہ خسرو شاہ شہر اور قلعہ تکیناباد کو اُسکے قبضہ مین واگذاشت کرے فقط غزنین پر قناعت کرے خسرو شاہ نے قبول نہ کیا علاء الدین غوری جہانسوز نے یہ رباعی لکھکر اُسکے پاس بھیجی **رباعی** اول پدرت نہاد کین را بنیاد + تا خلق جہان جملہ بہ بیداد افتاد + ہان تا ندہی ز بہر یک نکیاباد + مترا سر مالک آل محمود بباد + خسرو شاہ امداد سلطان سنجر سے قوی پشت تھا ساتھ اس صلح کے التفات نہ کی قضا را اسی چند روز مین زبونی طالع سلطان سنجر کی واضح ہوئی اور علاء الدین غوری جہانسوز کے خوف سے مجددا لاہور کیطرف بھاگا اور علاء الدین غوری جہانسوز غزنین کو لیکر غور گیا خسرو شاہ بلدہ لاہور مین ۵۵۵ھ پانسو پچپن ہجری مین فوت ہوا مدت اسکے حکومت کی سات برس تھی۔ **ذکر سلطنت ختم الملوک خسرو ملک بن خسرو شاہ غزنوی کا۔** جب خسرو شاہ بلدۂ لاہور مین اس سراے پر فتور سے دار السرور کیطرف خرامان ہوا اسکا بیٹا خسرو ملک اُسکا قائم مقام ہوا لاہور کی دار السلطنت کو عدل و داد کی زینت سے آراستہ کیا اور جسقدر ولایت ہندوستان نے کہ سلطان ابراہیم

(سلطان ابراہیم)

اور سلطان بہرام شاہ کے قبض تصرف مین تھی کہ ماتحت اپنے تحت و ضبط مین لایا لیکن سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اخذ غزنین پر کہ دار الملک اس خاندان عظیم الشان کا تھا اکتفا نہ کیا طمع ہندوستان کی بھی کی اور پیشاور اور افغانستان اور ملتان اور سندھ کو مسخر کیا اور ۵۷۷ھ پانسو ستتر ہجری مین لاہور گیا چونکہ خسرو ملک تاب اُسکے مجادلہ کی نہ رکھتا تھا متحصن ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد غوری از روے تسلط کے ملک شاہ کے بیٹے کو کہ طفل خرد سال تھا مع ایک فیل نامی گرفتار کرکے پلٹ گیا اور ۵۸۰ھ پانسو اسی ہجری مین دوبارہ لاہور مین آیا خسرو ملک جب پھر قلعہ بند ہوا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اطراف و جوانب سے اس بلدہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ سیالکوٹ تعمیر کیا اور اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے غزنین گیا اور خسرو ملک نے اُسکی غیبت مین کھکرونکے اتفاق سے قلعہ سیالکوٹ کو جاکر محاصرہ کیا اور کچھ مفید نہوا آخرش پلٹ آیا سلطان شہاب الدین محمد غوری نے عزم بالجزم بلدۂ لاہور کی تسخیر کا کیا اور ۵۸۲ھ پانسو بیاسی ہجری مین اول بحسب ظاہر خسرو ملک سے اظہار محبت کی اور ملکشاہ بن خسرو ملک کو سامان شاہی جو کچھ مناسب تھا درست کرکے مردم معتبر کے ہمراہ باپکی ملاقات کو لاہور کیطرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسے ہمیشہ نوشی کی ترغیب کرین اور باعث ہون کہ با آہستگی جاوے اور راستے مین چند جا مقام کرے جب خبر بہجت اثر قرۃ العین کے آنیکی خسرو ملک کو پہونچی نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور سلطان شہاب الدین کی دوستی پر اعتماد کرکے عیش و طرب مین مشغول ہوا بیت دران تخت و ملک از خلل غم بود. کہ تدبیر شاہ از شہان کم بود ✤ ابھی ملکشاہ راستے مین تھا کہ سلطان شہاب الدین محمد غوری دوسری راہ سے بیس ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ جریدہ اور سبک غزنین سے تاخت کرکے دریاے لاہور کے کنارہ آیا اور صبح کو جب خسرو ملک خواب غفلت سے بیدار ہوا ساحل دریا کو لشکر دشمن سے آباد دیکھا ناچار زبان عجز ساتھ امانکے کھولی اور خدمت مین اُسکے حاضر ہوا اور بلدۂ لاہور بے خرخشا و جنگ اِس حیلہ سے سلطان شہاب الدین محمد غوری کے قبضہ مین آیا سلطنت نے خانوادۂ غزنویہ سے ساتھ غوریہ کے انتقال کی مدت سلطنت خسرو ملک کی اٹھائیس برس تھی **مقالۂ دوسرا ذکر سلاطین دہلی مین** جب سر رشتہ سخن کا ساتھ اسجگہ کے ملا مناسب سمجھا کہ اول حوال ہندا و احداث ہونا شہر دہلی کا بطریق اختصار بیان کرے اور اسکے بعد حکام غور کو مجملاً تحریر کرکے بر سر مقصود کہ ذکر بادشاہان دہلی ہے رجوع کرے اور پر خاطر خورشید تنویر سبھون کے ظاہر اور باہر ہو کہ حکماے ہند نے جیسا کہ مقدمہ مین گذرا باعتبار ادوار افلاک اور کواکب کے جہان کو چار حصہ پر تقسیم کیا ہے ست جگ ترتا جگ دواپر جگ کلجگ اور مدت کلجگ سے زمانہ بعثت حضرت خواجہ کائنات محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تین ہزار اور سات سو اور چند برس گذرے تھے اور ہر جگ کے واسطے تاثیر اور خواص علحدہ قرار دیا ہے اور کہتے ہین جب مدت کلجگ کی تمام ہووے پھر زمانہ ست جگ کا آتا ہے اور تمام جگ اسی طریق سے گردش مین رہتے ہین اور قیامت عبارت ہے انتہاے ہر جگ سے اور ہرگز جگ فانی نہین سمجھتے ہین اور بعضے براہمہ کا یہ قول ہے کہ جہان فانی ہوگا اور جگ منتہی ہونگے لیکن حجت قوی اسپر نہین رکھتے ہین اور اعتقاد براہمہ کا دہ ہے کہ ہر ایک جگ مین ایک پیغمبر یا ایک دانشمند یا ایک مجتہد ایک کتاب لکھے اور باوجود ان سب کے درازی زمان ان نسخونکے درمیان ہے اور اسیطرح سے کفار چین و خطا و ختن و کفار ہند کہتے ہین کہ طوفان نوح علیہ السلام ہمارے ملک مین نہین پہونچا بلکہ ساتھ طوفان نوح کے اہل اعتقاد نہین رکھتے ہین اسواسطے کسیطرح کی آفت انکی کتابونکو نہ پہونچی اور اکثر نسخے درمیان مین ہین دوسرا اعتقاد انکا دہ ہے کہ ابتداے آفرینش سے کہ ست جگ اول ہے اس زمانے تک کہ کلجگ کا عہد ہے بنی نوع انسان رہے ہین اور عالم قدیم ہے اور ہرگز دنیا آدمی سے خالی نہ تھی اور نہوگی اور بعضے حدوث آدم کیواسطے ست جگ کو اول زمانہ معین کرتے ہین اور بابا آدم اور ماما حوا کا ہر جگ مین اوضاع مختلف ہوا اسواسطے بعضے دورون مین آدمی بلندقد اور عظیم الجثہ اور

کثیر العمر ہوئے ہین اور بعضے ادوار مین برعکس اسکے اور سطور سے اشجار اور حبوب بھی اسی نہج سے مختلف العوارض ہوئے ہین اور کہتے ہین ذات برہمن اور کھتری کی قدیم الایام سے تھی اور دوسرے طوائف بعد ہین کہ اواخر جگ سوم اور اوائل کلجگ چہارم مین ظاہر ہوئے چنانچہ طوائف راجپوت قدیم نہین ہین اور اواخر عہد دواپر جگ مین پیدا ہوئے ہین اور اوائل مدت کلجگ مین کثیر ہوئے اور شرح اس بات کی وہ کہ ہر ایک ان جگون مین راجہ ہائے بزرگ کہ حساب اُنکا خدا جانتا ہے ممالک ہند مین بادشاہی کر گئے ہین اور کچھ اُن حکایات سے مہابھارت کہ کتاب معتبر اہل ہند کی ہے اور اکبر شاہ کے زمانہ مین فارسی ترجمہ کرکے تحریر ہوئی کہ جملہ راجایان بزرگ سے کہ آخر عہد دواپر جگ مین ہوئے ہین جرجودھن کھتری ہے اور پایہ تخت اُسکا بلدہ ہستناپور جو حوالی دہلی مین ہے تھا اور کشن جو ہنود کا پیغمبر ہے اور رہنما اور مولد بلدہ متھرا ہے معاصر اسکے نشان دیتے ہین اور جرجودھن پانچ بھتیجے رکھتا تھا جو مشہور بہ پانچ پنڈوان ہین آثار رشد اور شجاعت چہرہ اُنکے سے مشاہدہ کرکے درپے بربادی انکے کے ہوا جب کسی وجہ دفع اُنکا میسر نہوا ایک روز مجلس قمار ترتیب دیکر ساتھ اُنکے بازی کی اور جو کچھ کہ جائداد منقولہ رکھتے تھے جیت لی یہانتک کہ ریاست اور علاقہ کی نوبت آئی ہر ایک ان پنج بھیون نے جو پرگنہ کہ رکھتے تھے اندرپت سون پت پانی پت تلپت باگ پت وہ بھی اپنے چچا سے قمار مین ہار گئے آخر کو جب کچھ باقی نرہا شرط یہ مقرر ہوئی کہ جو شخص ہارے جلاے وطن کرکے بارہ برس ممالک غربت مین ظاہراً مسافرت کرے اور ہر شخص اُسے جانے اور پہچانے اور ایک سال اسطرح سے مملکت بیگانہ مین پوشیدہ رہے کہ کوئی شخص اسکے احوال پر مطلع نہووے اور جو اس سال مین ایک شخص بھی واقف ہووے پھر از سر نو بارہ برس ظاہراً مسافرت کرے اور ایک سال مخفی رہے جب اس نہج سے شرط عمل مین آوے اپنے ملک مین پلٹ آوے اتفاقاً وہ بازی بھی بھتیجون نے چچا سے ہاری اور اقرار کے موافق پانچون بھائیون نے سفر اختیار کیا اور اُسکے ممالک محروسہ سے نکل گئے اور ملک دکن سے جو جرجودھن کے تصرف مین تھا جاکر بارہ برس اسطرف سیر کرتے رہے اور جرجودھن اُنکے احوال پر اطلاع رکھتا تھا اور ایک سال کے بعد تغیر وضع یعنی بھیس بدل اسطرح سے کہ کوئی اُنھین نہ پہچانے ولایت پائین مین جو پرگنات دکن سے ہے اور اسوقت ساتھ ابراہیم شاہ عادل کے تعلق رکھتا ہے گئے اور وہان اسطرح سے بسر کی کہ جرجودھن نے ہرچند تجسس کی اُنکے آگاہی نہ پائی اسکے بعد پانچون بھائیون نے شرط کے بموجب وطن اصلی کیطرف توجہ کی خادم چچا کی ولایت مین رکھا جرجودھن اس امر سے خبر پاکر رنجیدہ ہوا اسواسطے کہ غرض اصلی اسکی اُنکا اخراج اور دفع تھا پیغام دیا کہ ملک میرے سے نکل جاؤ ورنہ منتظر قتل کے رہو پانچون بھائی اپنی کشن پیغمبر کے پاس پناہ لیگئے کہ اس عرصہ مین وہ متھرا مین تھا کشن نے جرجودھن سے سفارش کی کہ انھین اپنے ملازمونکی سلک مین منتظم کرکے ایک حصہ بلاد سے مقرر کرے جرجودھن نے التماس کشن کی قبول نکی اور چچا بھتیجون کے درمیان آتش نزاع مشتعل ہوئی اور طرفین نے لشکر کشی کرکے جنگ کی جرجودھن مارا گیا اور پانچون پنڈے ہندوستانکی سلطنت عظیم پر تمکن اور مستقل ہوئے اور جب یہ مرگئے اُنکے بیٹون اور پوتون اور نواسون نے کئی قرن بادشاہی کی یہانتک کہ حکومت اس دیار کی زمانہ کلجگ مین اُنکے غلامون اور نوکرون کو منتقل ہوکر طوائف ملوکی ہوئی اور رفتہ رفتہ اُنسے بکرماجیت کھتری بادشاہ اوجین کیطرف انتقال کی اور اُسنے بہت ملوک طوائف کے دفع کیے اور اکثر ممالک کہ جرجودھن کے تصرف مین تھے برآوردہ کرکے اپنے قبضہ مین لایا اور دکھن کو بھی مسخر کیا اور آخر کو سالباہن کہ ایک برہمن کا بیٹا تھا اور ستائیس برس کی عمر رکھتا تھا اُسنے قصبہ پٹن سے خروج کرکے وہ ولایت بکرماجیت کے تصرف سے برلایا اور بکرماجیت نے خود اُسکے دفع کیواسطے نہضت کی اور آب گنگ سے عبور کیا اور سالباہن سے ہم مصاف ہوکر ہار گیا اور سالباہن چاہتا تھا کہ آب نربدہ سے عبور کرکے ولایت بکرماجیت تسخیر کرے ناگاہ ہاتھی گھوڑے اور آدمی بہت پانی مین غرق ہوئے اور سالباہن عبور سے پشیمان ہوا اور اوجین کی حکومت بکرماجیت کے فرزند کو ارزانی رکھی اور خود دکن کی

بکرماجیت

بادشاہی پر قانع ہوا اور اہل ہند کہ مراد ہنود سے ہے بکرماجیت کے جلوس سنہ تاریخ لکھتے ہین اور اس عرصہ مین کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت فرمائی چھ سو اکیس سال شمسی تاریخ بکرماجیت سے گذرے تھے کہتے ہین بکرماجیت کے بعد مدت دراز تک سلطنت اُسکے خاندان مین تھی آخر راجپوتون نے کہ عبارت کھتری کی لونڈیونکے فرزندونسے ہے بادشاہی وارثان ملک کے ہاتھ سے برآوردہ کرلی اور ہر ایک مملکت پر متصرف ہوئے اسواسطے کہ جمیع شاہان کھتری عہد درجودھن بلکہ اس سے بھی بیشتر لونڈیان رکھتے تھے جیسا کہ رسم و دستور اہالی ہند کا ہے کہ انکو لونڈیونسے کام لیکر انکو مطلق العنان کرتے ہین وہ ہر ایک یک معشوق بہم پہونچاکر لڑکے جنتی تھین اور وہ کمال عزت سے پرورش کرتی تھین اور چونکہ آخر سری خانہ زاد و کنیز ہوتی ہین انکو راون کے فرزندونسے جانتے تھے اور لفظ راجپوت دلالت اس معنی پر رکھتی ہے اور عہد اولاد بکرماجیت مین بہت سے راجپوت ساتھ دولت و امارت کے پہونچے اور اپنے ابنائے جنس کو کہ عبارت فرزندان کنیزان اور امرا اور سائر الناس کھتری سے ہے تربیت کرتے تھے یہانتک کہ گروہ راجپوتون کا شمار سے گذرا اور لشکر بادشاہان کھتری کا اکثر راجپوتونسے ہوا و بطریق طوائف ملوک ہوکر سلطان محمود کے عہد مین فراغت سے زندگی کرتے تھے اور سلطان محمود اور اولاد اُسکی جیسا کہ مذکور ہوا بتدریج و مرور راجگان لاہور اور دوسرے راجاؤن اس حدود کو مستاصل کرکے سرہند اور تھانیسر اور قلعہ ہانسی پر متصرف ہوئے اور اندیشہ مین دفع راجہ اجمیر اور دہلی وغیرہم کے تھے کہ ناگاہ اُنکی دولت نے زوال قبول کیا اور وہ دولت سلطان شہاب الدین غوری اور اُسکے متعلقونکے نصیب ہوئی اور بہت سے راجاؤنکو مستاصل کیا اور جو کچھ اُنسے باقی رہے اور بادشاہان دہلی و گجرات و مندو نے اس جماعت کی بربادی مین تقصیر نہ کی جب نوبت بادشاہی ساتھ اولاد امیر تیمور صاحب قران گورکان کے پہونچی خود ایکبارگی اُنکو بیخ و بن سے اُکھاڑا اور محتاج نوکری اور کشت و زراعت کا کیا اور ملوک عہد بکرماجیت سے کہ اُنکے نام لینا چاہیے اس حد مین کہ نوبت بادشاہی ساتھ جہانگیر بادشاہ کے پہونچی کوئی نہ رہا مگر یہ رانائے راجپوت کہ پیشتر ظہور اسلام سے وہ دولت یہین سلسلہ کی تھی اور ابتک باقی ہے لیکن اسوقت مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے لشکر نے اس دیار مین پہونچکر اُس خاندان کے اکھاڑنے مین سعی موفور اور جہد بلیغ رکھی اور دہلی شہرہائے جدید سے ہے

ذکر شہر دہلی کی بنا کا مشہور ہے کہ سنہ ۳۰۷ تین سو سات ہجری مین وادیہ راجپوت کے طائفہ توران سے ہے اُسکے واسطے نقشہ بنیاد بنا کیا اور جو زمین بہت نرم اور سست تھی کہ میخ آسانی سے وہان نصب ہوتی تھی اس جگہ پر شہر دہلی موسوم ہوا اور وادیہ آٹھ نفر نے جماعت توران سے وہان نشان حکومت کا بلند کیا تھا بموجب تاریخ اوّل ادھرن سپچندی دہپک رچھپال آہنگر مدن پال ابابھن اور بعد زوال دولت توران دہلی کی حکومت طائفہ چوہان مین جو عمدہ راجپوتونسے ہین انتقال کی اور اُنمین چھ شخص نے اس بارہ مین نشان فرمانروائی کا بلند کیا مانک دیو دیوراج رانل دیو جاہر دیو مہر دیو پتھورا معرکہ سلطان شہاب الدین مین مقتول ہوئے اور آخر ۵۸۸ پانسو اٹھاسی ہجری مین دہلی انکے تصرف سے نکلکر قبضہ دیوان ملوک غور مین آئی مورخین سخندان نے تحقیق احوال ملوک غور مین ایسا غور کیا ہے کہ جس اوقات مین فریدون عالم سرفرازی بن ضحاک تازی پر غالب ہوا ذریت ضحاک سے دو بھائی ایک سوری دوسرا سالم اسکے ملازم تھے اور ایک مدت کے بعد فریدونسے متوہم ہوئے اور ساتھ جمعیت اتباع اپنے سے نہاوند کیطرف بھاگے اور اسمقام کو متمکن کیا سوری قبیلہ کا سردار ہوا اور سالم اسکا سپہ سالار ہوا سوری نے اپنی دختر سالم کے فرزند شجاع نام کو دی اور جب سالم مرگیا شجاع بحشمت و عیش تمام چچا کی خدمت مین رہنے لگا حاسدون نے باتین ناخوش سوری کے گوش زد کرکے اُسکے مزاج کو منحرف کیا یہانتک چاہا کہ شجاع سے اپنی بیٹی کی طلاق لیکر جلاوطن کرے دختر نے اپنے شوہر کو خبر کی شجاع نے شب کو سوری کے اصطبل مین جاکر دہلی مین اسپ و چند قطار شتر بار کرکے اور زن و فرزند اور نقود و جواہر اور طلا و نقرہ اُٹھا کر بسبیل تعجیل آپکو جبال غور مین پہونچایا اور وہان

مقام کر کے کہتا زومیندیش اس سبب سے اُس محل کا نام زومیندیش مشہور ہوا اور اس مقام میں ایک قلعہ سنگین بنا کیا اور ایک مدت
اُسکی پشتی سے بادشاہ فریدون سے سامنا کیا اور آخر کو خراج اپنی گردن پر رکھکر امان پائی اور ذریت ضحاک کی اس ولایت مین
ایک دوسرے کے بعد سردار قبیلہ ہوتا تھا تا بوقت اسلام شنسب کی نوبت پہونچی اور وہ حضرت امیرالمومنین اسد اللہ الغالب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد مین تھا اور بدست مبارک آنحضرت کے ایمان لایا فرمان حکومت غور کا بخط مبارک شاہ
ولایت پناہ سے پایا۔ ورانکے نسب کا یون ذکر کیا ہی شنسب بن حریق بن نیق بن ماہیی بن وزن بن حسین
بن بہرام بن حجش بن حسن بن ابراہیم بن سعد بن شداد بن ضحاک ورو وہ بسطام بن نہشاد بن ریان بن فریدون بن سامید بن سفید اسپ بن
ضحاک بن شہران بن سند بن سیامک اور وہ سام بن دنماش بن ضحاک الملک ہی ضرور وہ طبقہ ساتھ شنسبی کے منسوب ہین اور
اولاد شنسبی کے بنی امیہ کے عہد مین بجمیع ممالک اسلام بر سر منابر اہل بیت کو نا سزا کہتے تھے مگر غور مرتکب اس امر شنیع کے
نہوئے اور فولاد شنسبی ابومسلم مروزی کے خروج کے وقت اُسکی مدد کو گیا اور اعداے اہل بیت کے قتل مین کسیطرح تقصیر نکی
اور نیحی بن نہادن بن ونیش بن دمنشان بن پرویز بن شنسب ہارون رشید کا معاصر تھا اور سوری بن محمد فرزند زادہ امیر نیحی کا
صفاریہ کے زمانے مین تھا اور محمد بن سوری سلطان محمود غزنوی کا معاصر تھا جو کہ محمد بن سوری شاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا
سلطان نے اُسپر لشکر کھینچکر زندہ گرفتار کیا اور حکومت اس دیار کی اسکے فرزند ابوعلی کے تفویض فرمائی اور جو ابوعلی بن محمد بن سوری
نے ساتھ سلطان کے اظہار حق نہ کیا عباس بن شیث بن محمد ابوعلی کے برادرزادہ نے بسبب تعصب کے حکومت پائی اور اُسکی شومی ظلم
کے سبب سے سات برس غور مین پانی نہ برسا حیوانات بے زبان اور ناطق کو تیاج ظاہر نہ آیا اور سلطان ابراہیم حرب کر کے اسیر ہوا اور محمد
بن عباس اسکا قائم مقام ہوا اور سلطان کا حلقہ اطاعت اپنے کان مین ڈالا اور قطب الدین حسن بن محمد عباس جد سلاطین غوریہ جو ایک
قلعہ کے محاصرہ کیوقت ایک تیر اُسکی آنکھ مین لگا اسکے صدمہ سے جان بر نہوا اور اُسکا بیٹا سام سلاطین غوریہ کے تسلط سے ہند کیطرف
بھاگ گیا اور تجارت مین مشغول ہوا اور آخر مین حب وطن غالب ہوئی مع اہل وعیال دریا کی راہ سے غور کیطرف متوجہ ہوا ناگاہ
باد مخالف نہایت شدت سے چلی اور کشتی کے شکستہ ہونیسے تمام اہل کشتی ڈوب گئے مگر اعز الدین حسین بن سام نے بمقتضاے
أَتَعْرِفُ يَتَشَبَّثُ بِكُلِّ حَشِيشٍ بہم جان سے ہاتھ ایک تختہ کے ٹکڑے پر مارا درمیان اس حال کے ایک شیر درندہ اُس کشتی مین تھا
اسکا مصاحب ور ردیف ہوا وہ بھی اس تختہ کا گوشہ اپنے پنجہ تصرف مین لایا اور رفیق وشفیق اُسکا ہوا مصرع خوش است
آوارگی اور اگر ہمراہے چنین باشد بعد تین شبانہ روز کے روے دریا پر بے زاد رہے تھے ہزار خرابی دجان کنی کے ساحل مراد
سے دوچار ہوے شیر بھاگ گیا حسین اُسکے پنجہ ظلم سے رہا ہوا اور اس نواح مین ایک شہر دراُسے نظر آیا وہان گیا بطور مسافر سنکے
ایک دوکان مین سو رہا ایک جماعت کو توالی روندپھرتی ہوئی آئی اور خفتہ بخت کو سمجھے کہ چور ہی پکڑکر قید کیا حسین نے سات برس کا
زمانہ اُس زندان ستم مین بمحنت وکدورت کاٹا اسکے بعد حاکم شہر کو ایک مرض عارض ہوا قیدیونکی رہائی کا حکم دیا حسین نے بھی نجات
پائی غزنین کیطرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین ایک گروہ رہزنون کا کہ ہمیشہ غزنین کے اطراف مین رہزنی کرتے تھے اُنسے
ملاقی ہوا اُنھون نے حسین کو جوان وجیہ اور گران ڈیل وزبردست پایا ہتھیار اور گھوڑا دیکر اپنے پاس نگاہ رکھتے تھے کہتے ہین اُسکی
صبح کو کچھ لوگ سلطان نے یعنی سلطان ابراہیم غزنوی کے ملازم کہ مدت مدید سے اُس جماعت کی تلاش مین سرگردان تھے ان پر غالب
ہوے سب کو دستگیر کر کے سلطان کے روبرو لیگئے سلطان نے ازراہ غضب اُنکے قتل کا حکم نافذ فرمایا جسوقت کہ جلاد حسین کے
گردن پر خط دیکر آنکھون پر پٹی باندھنے لگا حسین نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آسمان کیطرف مُنھ کر کے کہا الٰہی مین غضب

جانتا ہون کہ غلطی تیغہ پر روا نہین رکھی اور میدان تیری کبریائی کا ظلم اور جور کے خار و خاشاک سے منزہ اور مبرا ہی کیا سبب ہو کہ
مین بیگناہ قتل ہوتا ہون یہ سنکر جلاد نے کہا تو کیونکر بیگناہ ہی حال آنکہ مدت مدید اور عرصہ دراز تک رہزنی کی اور بادشاہ سے
مخالفت اختیار کی حسین نے جواب دیا کہ مین کل شب کو اسنے ملحق ہوا ہون اور ماجرا اپنا مفصل بیان کیا جلاد کو اُسپر رحم آیا اور
اُسکے قتل سے دست کش ہوا اور اپنے سردار کے وسیلہ سے سلطان سے گذارش کی سلطان نے حسین کو طلب کرکے حال پوچھا اُسنے
بھی سرگذشت راست راست عرض کی بادشاہ نے نظر ترحم اسکے حال پر اختلال پر مبذول فرمائی اور آثار نجابت اُسکے
ناصیہ سے ہویدا دیکھے اُسکی تربیت اور پرورش مین کوشش کی اور اپنے مقربونکے جرگہ مین منتظم کیا اور تھوڑے عرصہ مین حاجب
کرکے ایک لڑکی اپنے عزیزون مین سے اُسکے حبالۂ نکاح مین دی اور روز بروز درجہ زیادہ ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ سریر سلطنت پر سلطان مسعود
بن ابراہیم غزنوی متمکن ہوا اور حسین اسکے منظور نظر ہوا اور غور کی حکومت پر سرفراز ہوا فرد مکن ز رنج شکایت کہ در طریق طلب * براحتے
نرسید آنکہ زحمتے نکشید * اور بعضے یون بھی کہتے ہین کہ اعزالدین حسین فرزند بواسطہ قطب الدین حسین ہی اور بہر تقدیر اعزالدین حسین کے
اُس عفیفہ سے جو خاندان غزنویہ سے تھی سات پسر فرخندہ اثر پیدا ہوئے ایک اُنمین سے ملک فخرالدین مسعود ملک بامیان دوسرا
قطب الدین محمد داماد بہرام شاہ تیسرا شجاع الدین علی کہ عین شباب مین اس جہان فانی کو پدرود کیا چوتھا ناصرالدین محمد کہ ولایت
زمین داور رکھتا تھا اور وہ ایک ولایت ہے اطراف غور مین اور علاقہ قندھار سے رکھتی ہی پانچوان سیف الدین سوری چھٹا بہاءالدین سام
ساتوان علاءالدین حسین اور یہ اعزالدین حسین سلطان سنجر اور سلاطین غزنویہ کی دونون اطاعت کرتے تھے اور جب وہ مرگیا
اُسکی اولاد بعد کہ جنھین ہفت اختر کہتے تھے متفرق ساتھ دو فرقہ کے ہوئی ایک ملوک بامیان کہ اُنھین طخیرستان اور
ملک مباطلہ کہتے ہین اور اُنکی تفصیل کتب مبسوطہ مین مذکور ہی دوسرے ملوک غور و غزنین کہ اول اُنکا قطب الدین محمد ہی
اور ساتھ ملک الجبال کے شہرت رکھتا ہے اور بہرام شاہ غزنوی کا داماد ہی فیروزکوہ کو تعمیر کرکے دارالملک بنایا اور شکارگاہ
کیواسطے قریب دو فرسنگ کے دو طرف سے دیوار کھنچی اور جابجا قصر عالیہ تعمیر کیے اور روش سلاطین بزرگ کی اختیار کی اور
غزنین کے تسخیر کی فکر کی بہرام شاہ اس ارادہ سے مطلع ہوا اسواسطے اُسے غور سے غزنین مین طلب کرکے محبوس کیا اور چند روز کے
زہر دیکر مسموم کیا اور یہ اول عداوت درمیان غوریہ اور غزنویہ کے واقع ہوئی اور سلطان سیف الدین سوری اخی زمان سے
اول وہ شخص ہو کہ جسنے لفظ سلطان اپنے اوپر اطلاق کی اور بھائی کے ہمراہ غزنین مین تھا وہانسے بھاگ کر فیروزکوہ گیا اور بقصد
انتقام لشکر جمع کرکے غزنین کیطرف متوجہ ہوا بہرام شاہ طاقت مقاومت کی نہ لایا ہند کی سمت مفرور ہوا اور سلطان سیف الدین
غزنین مین تخت محمودی پر بیٹھا اور اہل غزنین پر اعتماد کرکے اپنے بھائی بہاءالدین سام کو مع خیل و حشم غور فیروزکوہ مین بھیجا
جب خلا یہ اُسکی سپاہ کا ظاہر ہوا اور راستہ غور کے برف کی کثرت سے بند ہوئے اس سال خروج حیز التوا مین رہا اور بردی
و برف ریزی کے سبب سے متعسر اور متعذر ہوا نظم در آمد زمستان و شد تیرہ ماہ * گرفتند ہر یک بکنجے پناہ * ز آمد نوای
بہاری * گسست آب زنجیر در جویبار * بقعر زمین رفت باران فرود * حصاری شدہ ماہیان زیر رود * برآنکس کہ
با د مخالف وزیدے * مثل گرچہ کوہ است درمو خزیدے * برہنہ تنان راز مرہوش گم * فرو رفتہ راز درون شکم * بہرام شاہ
بسبب درخواست مردم غزنین ہندی لپنے دارالملک کیطرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ مذکور ہوا اُس ملک کو غوریہ کے ہاتھ سے
انتزاع کیا اور سیف الدین سوری اور سید مجدالدین اُسکے وزیر کو برسوائی تمام قتل کیا اور وہ عداوت کہ اسوقت تک مخفی تھی مکمل
زد و مین بہاءالدین سام بن اعزالدین حسین جو سلطان غیاث الدین محمد اور شہاب الدین محمد کا والد ہی بقصد

انتقام لشکر جمع کیا اس درمیان مین برمرض چیچک گرفتار ہوکر مرگیا اور علاء الدین حسین جہانسوز جھی بیٹا عزالدین حسین کا ہوکر سلاطین غور بسبب اسکے بلند آوازہ ہوئے اپنے بھائی کے انتقام کیواسطے غزنین کی طرف گیا اسمقام کو جلا کر خاک سیاہ کیا سوائے قبر سلطان محمود اور سلطان مسعود اور سلطان ابراہیم شاہ کے جمیع قبور ان سلبکتگین کو کھود کر آگ اُنکی ہڈیوں مین ڈالی بعد سلطنت غور اور بعض محال خراسان مین پہونچا جب غور کیطرف مراجعت کی لیئے بھتیجون غیاث الدین محمد اور معزالدین محمد بیٹا بہاء الدین سام کو بایالت سنجگی تعین کیا جو انکی طبیعت مین سخاوت اور شجاعت مرکوز تھی اس ولایت کا حاصل انکے صرف کو کفایت نکرتا تھا اسقدر آدمیون پر رعایت کی کہ اطراف و جوانب سے سپاہ کثیر اور جم غفیر انکے پاس فراہم ہوئی اور نام اُنکا بلند ہوا ایک جمعیت اہل حسد نے اس امر کو بوجہ نالائق علاء الدین حسین کے سمع مبارک مین پہونچایا اور وہ متوہم ہوا دونونکو جرجستان کے قلعہ مین قید کیا اور نہایت غرور سے سلطان سنجر سے مخالفت کی اور جو کچھ اُسکا باپ ہر سال بھیجتا تھا اُسکے بھیجنے مین اغماض کیا ملک بلخ اور ہرات کو اپنے تصرف مین لایا آخر کو سلطان سنجر کے معرکہ مین اسیر ہوا اور چند مدت اُسکے اُردو مین سرگردان رہا سلطان سنجر نے ترحم کرکے پھر مملکت غور اُسے عنایت فرمائی لیکن ۵۵۱ھ پانسواکاون ہجری مین مرگیا اور ملک سیف الدین محمد بن علاء الدین حسین باپ کے بعد بادشاہ ہوا اپنے چچیرے بھائیونکو سلطان غیاث الدین محمد سام اور سلطان معزالدین محمد بن بہاء الدین سام کو قلعہ جرجستان سے رہا کرکے سنجہ کی حکومت پر بحال کیا اور بعد ایک سال و چند روز بارادہ جنگ غز کیواسطے گیا اور لڑائی کے دن اپنے ایک آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا غیاث الدین محمد سام بعد چچیرے بھائی کے سلطنت فیروزہ کوہ مین پہونچکر اپنے بھائی شہاب الدین کو جو فی الحقیقت بادشاہ تھا سپہ سالار کیا اور تھوڑے عرصہ مین خراسان اور ہندوستان کو اپنے تصرف مین لایا اور اس مملکت مین خطبا اپنے نام پڑھا یا گزاور سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور ۵۹۹ھ پانسوننانوے ہجری مین وفات پائی۔ ذکر

سلطنت بادشاہ جم جاہ سلطان معزالدین بن بہاء الدین محمد سام بادشاہ دہلی الملقب بہ شہاب الدین غوری

جب سلطان عالیمقام غیاث الدین محمد سام سلطنت غور مین پہونچکر برادر اعیانی اپنے معزالدین محمد کو کہ ساتھ شہاب الدین کے شہرت رکھتا تھا تکیناباد مین کہ بلاد گرم سیر ہے چھوڑا اور وہ ہمیشہ تکیناباد سے غزنین پر کہ پھر اولاد سبکتگین کے تصرف مین آیا تھا فوجکشی کرتا تھا اور اس بلاد کو زحمت دیتا تھا یہانتک کہ شہور ۵۶۷ھ پانسو سڑسٹھ ہجری مین سلطان غیاث الدین محمد نے نہضت فرما کر غزنین کو تصرف امرائے خسرو ملک سے برآوردہ کیا اور اُسے بھی سلطان معزالدین محمد کے سپرد کیا اور وہ اپنے بھائی کے حکم کے موافق ۵۷۲ھ پانسو بہتر ہجری مین لشکر ملتان کیطرف لیگیا اور اُسکو مسخر کیا اور وہانسے باجہ مین گیا راجہ اس بلدہ کا قلعہ بند ہوا اور سلطان شہاب الدین اس قلعہ سے دور مین خیمہ و خرگاہ ایستادہ کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور جو جانتا تھا کہ راجہ کا جنگ سے مغلوب اور مسخر کرنا دشوار ہے ایلچی راجہ کی رانی کے پاس جو شوہر پر مسلط تھی بھیجا اور اُسے یہ فریب دیکر وعدہ کیا کہ جو تیری سعی سے یہ شہر مفتوح ہووے تجھے اپنے عقد مین لاکر ملکہ جہان بناؤنگا رانی جو کہ حشمت و شوکت سلطان سے ہراسان تھی اور یقین جانتی تھی کہ غلبہ اُسکی طرف سے ہوگا جواب دیا کہ مجھے لیاقت اس امر کی نہین رہی ہی لیکن ایک دختر بلند اختر کہ کمال حسن و لطافت مین اپنا نظیر نہین رکھتی اگر سلطان قبول فرماوے اور اپنے عقد نکاح مین لاوے اور شہر لینے کے بعد میرے مال و اسباب خاصہ کی طمع نکرے تو مین راجہ کو ایسا خواب مرگ مین سلاؤن کہ قیامت تک نہ چونکے سلطان شہاب الدین نے قبول کیا اس عورت ناپاک نے چند روز مین اپنے شوہر کو ہلاک کرکے شہر کو سپرد کیا بیت اگر زن نکو بودی ورائے زن ٭ زنان رامزن نام بودے نہ زن ٭

ملتان

سلطان شہاب الدین نے ایفاے وعدہ کرکے راجہ کی بیٹی کو مشرف اسلام سے مشرف کیا اسکے بعد حسب شریعت غرّاے محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سالک ازدواج مین لایا اور دونوکو غزنین بھیجا تاکہ آداب روزہ اور نماز کے یاد کرین اور کلام مجید پڑھین رانی نے اسی عرصہ مین وفات پائی سلطان رانی کے عمل بد سے متنفر ہوا اعتماد اُسپر نکرکے دختر کو بھی اپنے وصال جان بخش سے کامیاب نکیا یہانتک کہ دو برس کے بعد غم وغصہ کھانے سے اُسکا بھی انتقال ہوا مابعد سلطان نے باجہ اور ملتان کو علی کرماج کے حوالہ کرکے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور ۵۷۴ پانسو چوہتر ہجری مین پھر باجہ اور ملتان مین آیا اور ریگستان کے راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اور راے بھیم دیو جو بیرم دیو کی نسل سے تھا اور حکومت اس ولایت کی رکھتا تھا اُسکے مقابل آنکر مقابلہ و مقاتلہ مین مشغول ہوا اور جنگ عظیم و معرکہ شدید کے بعد لشکر اسلام نے شکست کھائی بہت سے سلمان شہید ہوئے اور سلطان نہایت مشقت سے غزنین گیا اور ۵۷۶ پانسو چھہتر ہجری مین پیشاور کیطرف کہ کتب سلف مین ساتھ بکرام و پرشاور وفرسور کے مشہور ہی لشکر لیجاکر اس ناحیت کو تسخیر کیا اور دوسرے سال لاہور کیطرف روانہ ہوا اور خسرو ملک جو دہلی کے راجہ اور دیگر راجگان اور افغانان کی مخالفت سے بادشاہی مین استقلال نرکھتا تھا تاب ستیز اور آویز کی نلاکر قلعہ مین متحصن ہوا اور رسل و رسائل کے بعد خسرو ملک نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو نہایت خردسال اور موسوم بہ ملک شاہ تھا مع ایک زنجیر فیل کہ اس سے بہتر اُسکی سرکار مین نہ تھا اسکے پاس بھیجا سلطان معز الدین محمد نے بمضمون الصلح خیر عمل کرکے مراجعت کی اور دوسرے برس دیول کیطرف کہ ولایت سندھ سے ہی لشکر لیگیا تمام بلاد اور ساحل بحر کو اپنے ضبط مین لایا اور سالماً غانماً بازگشت کی اور ۵۸۰ پانسو اسی ہجری مین دوسرے بار لاہور مین آیا خسرو ملک پھر متحصن ہوا اور سلطان معز الدین محمد نے لاہور کی نواح کو غارت اور تاراج کیا اور قلعہ سالکوٹ کو درمیان آب راوی و آب چناب کے ہی بنا کیا اور حسین خرمیل کو وہانکا حاکم کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر مراجعت کی اور خسرو ملک نے فرصت پاکر کھکران اور دوسرے قبائل کفار کے اتفاق سے حصار سالکوٹ کو محاصرہ کیا اور ایک مدت مدید وہان بسر لیگیا بغیر اُسکی فتح کے معاودت کی اور سلطان معز الدین محمد اس سبب سے طیش مین آیا اس مرتبہ لشکر جرار و خونخوار لیکر ۵۸۲ پانسو بیاسی ہجری مین پھر لاہور مین آیا خسرو ملک نے تحصن ڈھونڈھا اور چند روز تلاش کرکے آخرالامر از روے عجز سلطان شہاب الدین کی ملاقات کیواسطے دوڑا اور اسے شہر مین لایا سلطان شہاب الدین نے لاہور کو علی کرماج کے جو حاکم ملتان تھا سپرد کیا اور خود غزنین کیطرف رجوع کی اور خسرو ملک اور اُسکے بیٹے ملکشاہ اور اقربا اور اعزہ کو کوہ فیروزہ مین اپنے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کے پاس بھیجا سلطان غیاث الدین محمد نے انھین قلعہ جرجستان مین محبوس کیا اور حادثہ خوارزم شاہ کا ملاحظہ کرکے سب کو قتل کیا اس سلسلے سے ایک اثر باقی نچھوڑا اور ۵۸۷ پانسو ستاسی ہجری مین غزنین سے ہندوستان کی عزیمت کی اور قلعہ تہندہ کو کہ اس زمانہ مین بقبضہ راجگان عظیم الشان تھا راے اجمیر کے تصرف سے برلایا اور ملک ضیاء الدین تولکی کو مع ایک ہزار اور دو سو سوار کہ ہر ایک چیدہ اور انتخاب تھا اس قلعہ مین چھوڑکر مراجعت کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر پہونچی کہ پتھورا والی اجمیر مع اپنے بھائی کھانڈے راے والی دہلی سے اتفاق کرکے مع چند راجہاے راجپوت اور دو لاکھ سوار اور تین ہزار فیل جنگی ہمراہ لیکر قلعہ بانتزاع و استرداد قلعہ تہندہ بسبیل استعجال متوجہ ہی سلطان شہاب الدین نے فسخ عزیمت مراجعت کرکے اسکے مقابلہ کو پیشقدمی کی اور موضع تراین جو آب سرستی کے ساحل پر جو تھانیسر سے سات کوس ہی اور اب ساتھ پتراواری کے شہرت رکھتا ہی اور دہلی سے چالیس کوس کی مسافت ہی مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا میمنہ اور میسرہ سلطان شہاب الدین سے متفرق ہوئی اور قلب مین بھی چندان فوج نہ رہی اسوقت ایک مقربان نے عرض کی کہ امراے میمنہ اور میسرہ نے جوانِ افغانان

عالیشان کے نعمت پروردہ تھے پاے ثبات زمین کین سے متزلزل کرکے راہ فرار نا پی اور امراے افغان و خلج کہ مقدمۃ الجیش تھے اور ہمیشہ لاف مردی و مردانگی مارتے تھے حرکہ مین انکا نشان پیدا نہین اگر عجالۃ الوقت عنان مراجعت لاہور کی طرف معطوف فرماوین مناسب کہلائی دیتا ہی سلطان کو یہ بات موافق طبع نہ آئی شمشیر میان سے لی اور لشکر قلب کے اتفاق سے سپاہ دشمن پر حملہ کرکے حرب وضرب آغاز کی **ابیات** بران تن کز خنجر سخت کوش ❊ در آمد سرش پاسے کوبان و دوش ❊ بہر سو کہ شمشیر او کار کرد ❊ یکے را دو کرد و دو را چار کرد ❊ چنانچہ ہر دست دو دشمن انکی میدان داری اور خنجر گذاری پر آفرین کرکے مراسم تحسین بجالایا ناگاہ کھنڈے رائے سپہ سالار دہلی کی نظر سلطان پر پڑی فیل کو جسپر سوار تھا سلطان کی طرف دوڑایا سلطان بلا توقف نیزہ ہاتھ مین لیکر اُسکی طرف متوجہ ہوا اور ایسی ضربت اُسکے دہن مین ماری کہ کئی دانت اُسکے شکستہ ہوکر گر پڑے کھنڈے راے نے بھی کمال تہور اور جلادت کرکے ہاتھی پر سے ایسا زخم سلطان کے بازو پر پہونچایا کہ قریب تھا کہ خانہ زین سے جدا ہو ناگاہ ایک خلجی بچہ پیادہ بجانب پشت سلطان نکے گھوڑے پر سوار ہوا اور سلطان کو اپنے زیر بغل کرکے رزمگاہ سے نکالکر لشکر امرا مین کہ اُنھون نے بھاگ کر بیس کوس پر دم لیا تھا بخیر و عافیت پہونچایا اور شور و واویلا کہ شکست لشکر اسلام اور سلطان نکے گم ہونے کا لشکریون مین برپا تھا ساکن ہوا اور سلطان شہاب الدین نے ممالک ہند مردم معتمد کے سپرد کرکے غور کیطرف روانہ ہوا اور افغانون نے اُسوقت مصلحتاً کچھ نہ کہا اور امراے غور و خلج و خراسان کو معاتب اور مواخذ کیا اور توبڑے بڑے جو اُنکی گردنمین لٹکائے اور شہر مین تشہیر کیا اور حکم دیا کہ جو شخص جو کچھ توبڑہ مین ہو نہ کہاوے اُسکا سر تن سے جدا کردیا اور اُنھون نے جان کے خوف سے جو لوٹ کیے اور سلامتی کو بہتر اور سمجھے اور زین لماثر کے طرز کلام سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان شہاب الدین نے زخم کھایا اور ضعف اُسپر غالب ہوا گھوڑے سے گرا بسبب عدم معرفت اُسے کسی نے نجانا کہ کون شخص ہی اُسکی طرف کوئی متوجہ نہوا اور شب نے پردہ ظلمانی جہان پر ڈالا اور جبکہ ایک پہر رات سے گذرا ایک جماعت غلامان ترک سے سلطان نکے درپے تفحص ہوئی اور معرکہ مین آنکر درمیان مقتولون کے ڈھونڈھنے لگے سلطان نے آواز اپنے غلامونکی پہچانکر اُنھین اپنے حال سے مطلع کیا غلامون نے اُسکی سلامتی پر شکریہ ادا کیا اور اُسے باری باری کاندھے پر چڑھا کر تمام شب قطع مسافت مین مصروف رہے علی الصباح اپنے ہمراہیون سے جاملے اور بادشاہ کو محفہ مین سوار کیا اور اُسی حال مین راے پتھورا آیا اور قلعہ تہندہ کو کہ ضیاء الدین تولکی وہان تھا ایک سال اور ایک مہینے محاصرہ کیا آخر کو صلح سے لیا پھر اپنے بھائی سلطان شہاب الدین سے رخصت لیکر غزنین کیطرف خرامان ہوا اور بقصد انتقام خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا اور تھوڑے عرصہ مین سپاہ جرار خونخوار بہم پہونچا کر دوسرے برس ایک لاکھ اور سات ہزار ترک و تاجیک و افغان کہ اُنمین اکثر کلاہ مکلل بجواہر سر پر اور جوشن محلی بہ نیم و زر زیب بر رکھتے تھے غزنین سے آئے اور بغیر اسکے کہ اعیان درگاہ سلطان سے مشورہ کرین ہندوستانکی طرف روانہ ہوئے جب رایات نصرت آیات بلدہ پیشاور مین پہونچا ایک پیران غور سے جو گستاخ تھا سر عجز زمین انکسار پر رکھکر التماس کی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہی کہ سلطان کہان جاتا ہی اور ارادہ کیا ہی سلطان شہاب الدین نے فرمایا کہ اے شخص یقین جان کہ جس وقت سے مین نے ہند کے راجاؤن سے شکست کھائی ہی اپنی بیخوابہ کے ساتھ عیش و عشرت کے فرش پر استراحت نہ کی اور جو پوشاک کہ پہنے ہون نہ بدلی یہ سال مین نے حزن و ملال مین بسر کیا ہی اور امراے غور و خلج اور خراسان باوجود قدیم الخدمتی کے سبب معرکہ عدامین چھوڑ کر مفرور ہوئے مین نے اُنکے دربار مین آنیکی ممانعت قدغن کی سلام کا تو کیا ذکر آج تک اُنکا منھ نہ دیکھا اب لطف ایزدی پر اعتماد کرکے بقصد انتقام ہند کیطرف متوجہ ہوا ہون اور امراے قدیم جو مدت سے

اس عہد تک پروردہ نعمت اس خاندان کے ہیں اُنسے چشم داشت خدمت کی نہیں رکھتا پیر غوری اس حکایت کے سنتے ہی زمین خدمت
کو بوسہ دیکر عرض گذار ہوا فتح وظفر ہمراہ رکاب ملازمان شاہ ہو جیو انشاء اللہ تعالیٰ انکی مرتبہ تیرت امراے جان نثار لسی جانسپاری
اور میدان داری کرینگے کہ تلافی اور تدارک فروگذاشت سابق ہووے اور نام نیک صحائف روزگار پر ثبت رہے لیکن امیدوار ہوں
کہ سلطان رقم عفو انکے جرائم پر کھینچکر مجھے کا حکم نافذ فرماوے اور الطاف خسروانہ و عنایات شاہانہ نوازش کرے تو اپنے کیے
ہوئے سے نادم ہوں اور سیئات اپنے ساتھ حسنات کے مبدل کریں سلطان کو تقریر دلپذیر پیر کی پسند آئی تمام امرا کو لیکے دربار میں
بُلایا اور حسن تعظیم کرکے ہر ایک کو انہیں سے علی قدر مراتب اور تفاوت مدارج خلعت اور شمشیر کمر اور خنجر مرصع سے سرفراز کیا اور
انکی خجالت دفع کرکے جہاد کے بارہ میں بہت سفارش اور تاکید فرمائی دوسرے دن اس موضع سے کوچ کرکے اعلام نصرت نشان
ملتان کی طرف روانہ کیے اور اس حدود کے امرا کو جنہوں نے سلطان کی غیبت میں دولتخواہی کی تھی اور سپہ سالار صوبہ لاہور سے
سلوک پسندیدہ وخاطر خواہ کرکے جو اُس طرف کے راجاؤں کو شر سے مانع ہوئے تھے پایہ اُنکی دولت کا بھی بلند کیا اور دلونکی
تشفی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور جب سراپردۂ سلطانی لاہور میں برپا ہوئے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو جو اعیان ملک
اور مشاہیر دولت سے تھا برسم رسالت اجمیر کیطرف بھیجکر اسلام اور اطاعت کے بارہ میں ترغیب وتحریص کی پتھورا نے جواب
درشت دیا اور ہندوستان کے تمام راجاؤں سے اعانت چاہی اور روایت صحیح سے واضح ہوتا ہو کہ اُسنے تین لاکھ
سوار راجپوت اور افغان وغیرہم سلطان کے مقابلہ کو بھیجے تھے سلطان نے بھی لشکر اسلام لیکر شیر غران کیطرح قدم جرأت کا
انکی طرف بڑھایا اور ۵۸۸ھ بالنواحی [illegible] لشکر کفر و اسلام کا مقابلہ ہوا اور دونوں لشکر نے آب سرستی
کے کنارے ڈیرہ کیا راجہ ہاے راجپوت کہ ڈیڑھ سو نفر تھے شجاعت کا قشقہ اپنی پیشانی پر کھینچکر اپنے قاعدہ و
روش سے قسمیں غلیظ اور شدید کھائیں اور رقم ہزیمت کی صفحۂ خاطر سے محو کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک دشمن کو دفع نکریں
کارزار سے دست بردار نہوں اور جو کہ جنگ سابق میں شریک ہوئے تھے نہایت نخوت اور غرور سے نامہ تہدید وتخویف
تحریر کیا مضمون اسکا یہ ہو کہ حدت وحدت ہماری سپاہ بیکران کی تجھے معلوم ہوگی کہ تواتر و توالی روز بروز لشکر اقصاے
بلاد ہندوستان سے پہنچتا ہو اگر تو رحم اپنی ذات پر نہیں کرتا بارے اس جماعت نامراد پر جو ہمراہ رکھتا ہو رحم کر اور
اپنے آنے سے مخجل ہو کر علم معاودت بلند کر کہ ہمیں اپنے دیوتا اور بتونکی سوگند ہو کہ ہم تمہارا پیچھا نکرینگے اور کسی طرح کا
تعرض اور مزاحمت نہ پہونچاوینگے اور جو یہ امر تمہیں منظور نہیں تو ہمارا سامنا کرو کہ فیلان صف شکن تین ہزار سے زیادہ
ہیں اور پیادہ توپچی اور تیر انداز کہ حساب سے افزوں ہیں مع لشکر کہ درمیان وہم کے نسماوے کل تمہارے اُردو پر تاخت
لاوینگے اور حریف کو عرصۂ گیر و دار میں فیل مات کرینگے سلطان شہاب الدین نے اسکے درجواب ترقیم فرمایا کہ جو کچھ پیغام
دیا نہایت مروت اور شفقت ہو لیکن سب کو معلوم ہو کہ لشکر کشی میں اس دیار کے مجھے اختیار نہیں ہو اپنے بھائی کے حکم سے
اس حدود میں آیا ہوں اور ساتھ مشقت اور محنت کے قرین ہوا ہوں اسقدر مجھے مہلت اور فرصت دو کہ کسی مرد سخندان اور
دانشمند کو اپنے بھائی کے پاس بھیجکر کیفیت تمھاری جمعیت اور غلبہ کی عرض کروں اور رخصت حاصل کرکے تمسے صلح کروں کہ
سرہند اور پنجاب اور ملتان ہمارے قبض و تصرف میں رہے اور باقی ممالک ہندوستان پر تم قابض رہو کفار کے سرداروں
نے جب اس جواب سے لشکر اسلام کی زبونی کا سراغ پایا خواب غفلت میں ہوئے اور سلطان شہاب الدین اُسی شب کو تہیاے
جدال وقتال ہوا اور بعد طلوع صبح کہ راجپوت بہ تقاضاے حاجت اور منھ ہاتھ دھونے کو [illegible] باہر گئے تھے

صفوف حرب آراستہ کرکے کمال مردانگی و شوکت سے میدان میں آیا کفار ہر چند سراسیمہ ہوئے لیکن جو کہ موجود تھے
ہر نوع فراہم ہوئے اور دانت پر دانت گڑ کر بقدر حال آلات حرب ترتیب دیکر مقابلہ کو دوڑے سلطان نے جو اہل ہند
کی بہادری اور جوانمردی مشاہدہ کی تھی اپنے لشکر کے چار غول کیے کہ اپنی اپنی باری جنگ کریں یعنی جسوقت فیلان جنگی اور
سواران ہندی حملہ آور ہوں الحرب خدعۃ کے موافق پشت ہزیمت انھیں دکھا کر پاے ثبات متزلزل کریں اور جب وہ
فرار کا گمان کرکے تعاقب کریں پلٹ کر تیغ یمانی سے سر افشانی اور تیر سنان گذار سے اُن نابکار ونکے بدنونکو بار سر سے
سبک کریں الغرض پہر دن چڑھے سے نماز عصر کیوقت تک طرفین سے تنور حرب گرم رہا اسوقت شہاب الدین نے خود توکل کا
زیب سر اور زرہ مصابرت کے جسم پر ڈالی اور بارہ ہزار سوار نے شمشیر ہاے بران کفار کے قتل کیواسطے میان سے لیں اور نیزہاے
جانستان گھوڑونکی کنوتیوں پر راست رکھیں اور شیر غران کیطرح نعرہ تکبیر بلند کرکے حملہ آور ہوئے اور خاک معرکہ کی دبیر دشمنوں کے خون سے
رنگین کرکے طرفۃ العین میں صفوف اعدا میں تزلزل ڈالا اس درمیان میں خرمیل اور دوسرے امرا نے یکبارگی چارون طرف سے حملہ
کرکے سپاہ ہند کو منہزم کیا کھانڈے راے حاکم دہلی اور بہت سے راجہ جنگ مغلوبہ میں مارے گئے اور پتھورا حدود سرستی میں گرفتار ہوا
اور سلطان کے حکم سے قتل ہوا غنائم کثیر غازیونکے ہاتھ آئی قلعہ سرستی اور ہانسی اور سمانہ اور کہرام وغیرہ مفتوح ہوئے اسوقت
سلطان شہاب الدین نے اجمیر کیطرف عنان توجہ معطوف فرمائی اس حد کو بھی اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور ہندو بہت اسیر کرکے اکثر کو
قتل میں تقصیر نہ کی اور صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی گفتگو درمیان میں لایا اور اجمیر کو پسر پتھورا کے تفویض کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا
جب وہاں کا راجہ از راہ عجز وزاری حاضر ہوا اور ہر قسم کے تحفہ اور ہدیہ بھیجے سلطان نے ظاہر دہلی سے کوچ کیا اور ملک قطب الدین کو جو غلام اور
برگزیدہ اسکا تھا قصبہ کہرام میں کہ سترکوس دہلی سے ہے چھوڑا اور کوہ ہاے سوالک کہ ہندوستان کے شمال میں واقع ہیں نہب و تاراج
کرکے غزنین کیطرف مراجعت کی اور ملک قطب الدین ایبک نے اسی سال قلعہ میرٹھ اور دہلی کو فوج کشی کرکے پتھورا اور کھانڈے راے
کے عزیزونکے ہاتھ تصرف سے برلایا اور ۵۸۹ھ پانسو نواسی ہجری میں قلعہ کول کو بھی مسخر کیا اور دہلی کو دار الملک کرکے وہاں اقامت
کی اور اسکے اطراف واکناف پر انتظام واقعی کرکے اسلام کے طریق ظاہر کیے سلطان شہاب الدین غزنین سے بعزیمت
ہندوستان کی بارادۂ قنوج کیطرف متوجہ ہوا اور راے جیچند قنوج اور بنارس کا والی تھا اور تین سو کئی فیل کوہ پیکر رکھتا تھا
اسنے سبقت کرکے بقصد جنگ چندوار اور اٹاوہ کی نواح میں آیا اور ملک قطب الدین ایبک سے کہ مقدمۃ الجیش تھا محاربہ کرکے
شکست پائی اور مال و افیال کو بھی برباد کیا سلطان حصار اسنی میں کہ راے جیچند کا مخزن تھا داخل ہوا اور غنیمت بہت ہاتھ آئی پھر
وہاں سے بنارس گیا اور قریب ایکہزار بتخانہ میں مورتونکا شکن کیا اسکے بعد قلعہ کول کی سیر کیواسطے توجہ فرمائی اور بعدہ اس
ممالک ہند کو بھی بدستور سابق ملک قطب الدین ایبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف روانہ ہوا اور انہیں دنوں میں
پتھورا کے عزیزوں میں سے ایک شخص کہ ہیمراج نام رکھتا تھا پسر پتھورا پر خروج کرکے اجمیر اُسکے قبضہ سے برلایا اور ملک
قطب الدین ایبک سے بھی مقام مخالفت میں آیا چنانچہ ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری میں اسطرف لشکر لیگیا اور ہیمراج نے بھی لشکر کثیر فراہم
کیا اور باہم مصاف ہوکر مارا گیا اجمیر اس مرتبہ مسلمانوں کے زیر حکومت ہوا اور انھیں دنوں میں ملک قطب الدین ایبک لشکر
نہر والہ گجرات کیطرف لیگیا انتقام سلطان کا راے بھیم دیو سے جو وہاں کا والی تھا لیا اور غنائم وافر اُسے دستیاب ہوئی
اور فرمان کے موافق غزنین کیطرف جاکر دہلی کو مراجعت کی اور ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری میں سلطان شہاب الدین کو دوبارہ
سفر ہند کی ہوس ہوئی غزنین سے روانہ ہوکر قلعہ تھنگر کو کہ اُسوقت ساتھ بیانہ کے شہرت رکھتا تھا فتح کیا اور وہاں کی

سرداری بہاؤالدین طغرل کو عنایت فرمائی اور واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے مامور کر کے خود دارالملک غزنین کیطرف معاودت کی
اور بعد فتح گوالیار کے ملک قطب الدین ایبک سے حوالی اجمیر کے راجپوتوں سے جنگ واقع ہوئی شکست فاحش نے اُسے مُنھ دکھایا
اور سنہ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری میں ملک قطب الدین ایبک نے نہروالہ گجرات کو مفتوح کیا اور اسیطرح سے قلعہ کالپی اور کالنجر
اور بداؤں سنہ ۵۹۹ھ پانسو ننانوے ہجری میں سر ہوا اور سلطان شہاب الدین محمد بطوس و سرخس میں تھا کہ خبر وفات اسکے
بڑے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کی کہ متمکن بہ تخت شاہی تھا پہنچی وہاں سے بادغیس کیطرف متوجہ ہوا اور اُس مقام میں
مُراسم تعزیت بجا لایا اور ممالک خراسان کو اس سال ساتھ آل سامان کے اس طور سے تقسیم کیا کہ تخت فیروزہ کوہ اور غور اپنے چچیرے
بھائی ملک ضیاء الدین کو دیا جو سلطان غیاث الدین محمد کا داماد تھا اور بست و فرح اور اسفرائین سلطان محمود بن غیاث الدین محمد
کو ارزانی فرمایا اور حکومت ہرات اور اُسکے توابع کی اپنے خواہرزادہ ناصر الدین محمد پر مسلم رکھی اور بنفس نفیس بادغیس سے پلٹ کر
غزنین میں آیا اور اپنے بھائی کی وصیت کے بموجب تاج جہانداری اپنے زیب سر کرکے تخت بلند پایہ پر متمکن ہوا اور اُن روزوں
خبر شہادت محمد خیر بیگ عالم مرد کی سنکر باستعداد تمام سنہ ۶۰۰ھ چھ سو ہجری میں خوارزم کے عزم تسخیر میں گیا خوارزم شاہ
تاب مقاومت نہ لایا قلعہ خوارزم میں متحصن ہوا جب سلطان خوارزم میں پہونچا دریا کے کنارہ جو جیحون سے خوارزم اور
خلج کے مابین شرق رویہ ہو نہر کھودی ہے فروکش ہوا اور بعد چند روز کے لڑائیاں واقع ہوئیں کئی امراے غور شہادت کو پہنچے
اس درمیان میں خبر پہونچی کہ قرابیگ سپہ سالار گورخان بادشاہ خطا اور سلطان عثمان بادشاہ سمرقند خوارزم شاہ کی کمک کو آتے ہیں
یہ خبر سنتے ہی ایسا خوف سلطان پر مستولی ہوا کہ احمال و اثقال زیادتی کو آگ دیکر خراسان کی طرف راہی ہوا خوارزم شاہ نے پیچھا کیا
سلطان شہاب الدین محمد پلٹ کر حرب میں مشغول ہوا اور شکست کھا کر خزانہ اور ہاتھی گھوڑے دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ کر بھاگا کہ ناگاہ
لشکر قرابیگ خطائی اور سلطان عثمان سد راہ ہوئے سلطان بہزار مشقت اندخود میں پہونچا اور دونوں لشکر کے درمیان
محاربہ عظیم واقع ہوا سلطان نے اس جنگ میں داد مردی و مردانگی دی باوصف اسکے کہ سو سوار ہمراہ اُسکے رہے تھے
حرب میں مشغول رہا جب تاب مقاومت نہ رہی قلعہ اندخود میں متحصن ہوا آخر کو سلطان عثمان کے ذریعہ سے صلح کی اور قلعہ دیکر
بحال پریشان عازم مراجعت ہوا جسوقت کہ سلطان خوارزم شاہ کے میدان سے بھاگا ایبک ناپاک جو اُسکے مقربوں سے
تھا معرکہ سے باہر جا کر گمان لیگیا کہ سلطان کو آسیب پہونچا اسواسطے سلطنت سندھ اور اُس نواح کو اپنا مرکوز خاطر کرکے
بہ تعجیل تمام ملتان کی طرف متوجہ ہوا اور وقت پہونچنے کے امیر داد حسن کے ساتھ مکر کا شیوہ شروع کرکے یہ بات کہی کہ سلطان کا
فرمان صادر ہوا ہے مجھے تم سے کچھ خلوت میں کہنا ہے اور مجاری احوال جو کچھ تازہ حادث ہوا ہے درمیان میں رکھوں امیر داد حسن
بے تامل اُسکے محل میں داخل ہوا ایبک ناپاک نے اُسی خلوت میں بلا کر ادھر اُدھر کا تذکرہ کیا اسی درمیان میں ایک غلام ترکی کو
کہ اُسکے مار ڈالنے کا اقرار کیا تھا اشارہ کیا اُسنے بے ملاحظہ خنجر غدر میان ظلم سے نکالکر امیر داد حسن کا سر فوراً تن نازنین سے
جدا کیا اور شہر میں یہ شہرت دی کہ میں سلطان کے حکم سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں اور فرمان جعلی تحریر کرکے شہر قبۃ الاسلام ملتان پر
بے مشقت و منازعت متصرف ہوا اور سردار کوکران کوہ جود وغیرہ کہ ٹرکہ نام رکھتا تھا سلطان کے قتل ہونے سے بالجزم
داعیہ سلطنت کا اور تسخیر حصار لاہور میں بنا دہمت کرکے مابین آب جہلم اور سوہدرہ کے آتش فساد مشتعل کی اور سلطان جب
قلعہ اندخود سے غزنین میں پہونچا اسکا غلام ایلدگز قلعہ میں راہ نہ دیکر جنگ پر آمادہ ہوا جو کہ سلطان کو تاب مقاومت
نہ تھی راہ ملتان کی آگے پکڑی اور ایبک ناپاک نے جب سلطان کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا سلطان نے اُس سے

جنگ کرکے گرفتار کیا اور ساتھ لشکر سرحد ہاے ہند کے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اکابر غزنین کی سفارش سے ایلدگز کی
خطا معاف فرمائی اور غزنین مین آیا چنانچہ انھین دنون مین خوارزم شاہ کا بھی ایلچی آیا اور درمیان انکے صلح واقع ہوئی
پھر بقصد جہاد کفار گکھران ہند کیطرف فوج کشی ہوا جو قطب الدین ایبک بھی دہلی سے خدمت مین پہونچا گکھران کو مالش دی
اور لاہور مین جاکر قطب الدین ایبک کو دہلی کی رخصت فرمائی اور اس مدت مین سلطان شہاب الدین بلدہ لاہور مین اقامت
رکھتا تھا گکھران نے کہ ولایت انکی آب نیلاب کے کنارہ سے دامن کوہ سوالک تک ہے مسلمانون کی ایذا اور اہانت پر کمر باندھی
تھی کہ جس مسلمان کو پاتے تھے ساتھ اقسام شکنجہ کے آزار پہونچاتے تھے خصوصاً ان مسلمانونکو جو سلطانکی طرف سے بلدہ پیشاور
اور اس نواح مین رہتے تھے یہ ہمیشہ محنت اور تشویش کے باعث پنجاب کیطرف فراغت سے آمد و شد نکر سکتے تھے گکھران کا کچھ دین
اور ملت نہ تھا اور ایسے بیحیا تھے کہ جسوقت انکے یہان بیٹی پیدا ہوتی تھی اپنے دروازہ پر لڑکی کو لیکر فریاد کرتے تھے کہ آیا کوئی شخص ہے
کہ اس دختر کو اپنی زوجیت مین قبول کرے اگر کوئی شخص قبول کرتا تھا اسے دیتے تھے والا اسی ساعت اس لڑکی کو تیغ ظلم سے ہلاک
کرتے تھے اور انکے درمیان ایک عورت چند شوہر رکھتی تھی جو شوہر کہ اس عورت کے پاس آتا تھا اپنا نشان دروازہ پر چھوڑ جاتا تھا
کہ اگر دوسرا شوہر آوے وہ نشانی دیکھکر پلٹ جاوے اور وہ جماعت اس وضع پر رہتی تھی کہ مسلمانونکی عقوبت ثواب جانتی تھی یہانتک کہ
آخر ایام سلطان شہاب الدین مین ایک مسلمان انکے دست ظلم مین گرفتار رہوا اور طرح و وضع ارباب اسلام کی کسی تقریب سے
بیان کی پہلے اس طائفہ کو مسلمانونکا شعار پسند آیا اور محظوظ ہوکر کہا اگر مین سلطان شہاب الدین کیخدمت مین جاکر قلادہ
اسلام گردن مین ڈالون میرے ساتھ وہ کیا سلوک کرے مرد مسلمان نے کہا مین ذمہ دار ہون کہ رعایت شاہانہ کرکے پھر حکومت
اس کوہستانکی تجھے عنایت فرماوے چنانچہ اس مسلمان نے عریضہ مشتمل اس ماجرے کا ساتھ عرضداشت رئیس گکھرانکی سلطان
شہاب الدین کے حضور مین ارسال کیا سلطان نے بلا توقف خلعت فاخرہ اور کمر بند مرصع اس رئیس کیواسطے ارسال فرمایا من بعد
وہ سلطانکی خدمت مین حاضر ہوا اور عنایات خسروانہ سے سرفراز ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوا اور دربار سے
فرمان حکومت اس کوہستانکی لیکر آیا اور اکثر گکھرون کو مسلمان کیا مگر انھین کے نادر لوگ دور دست کے باشندے تھے
ساتھ شرف اسلام کے فائز ہوئے اور اسی سال کفار تیراہیہ کو کہ کوہستان غزنین و پنجاب کے درمیان رہتے تھے اور قتل اہل اسلام
کو موجب دخول جنت جانتے تھے بعضونکو بلطف و خلق اور بعضونکو بقہر و سیاست دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مین دلایا
اور قریب تین چار لاکھ کفار زنار دار کو اس یورش مین جنیو توڑکر انکی گردن مین طوق ایمان ڈالا اور ابتک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار
اٹھارہ ہے دونون قوم دین اسلام پر ثابت قدم ہین تغیر نے انکے اعتقاد مین راہ نپائی اسکے بعد کہ خاطر اشرف
شہاب الدین نے فتنہ ہند سے فراغت پائی سولھوین رجب سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری مین بلدہ لاہور سے غزنین کیطرف متوجہ
ہوا اور فرمان باسم بہاء الدین سام والی بامیان کے اصدار پایا کہ خاطر ہمایون با بدولت جہاد کفار ترکستان کی طرف متوجہ
ہوئی ہے لازم کہ بمجرد وصول فرمان اس حدود مین لشکر کو فراہم کرکے ساحل آب جیحون پر نزول کرے اور پل تیار رکھے تاکہ سپاہ
اسلام عبور کے وقت آزار نہ کھینچے اور جو سلطان دوسری شعبان سنہ مذکور کو آب نیلاب کے کنارہ پر پہونچا چنانچہ
اس منزل مین کہ دمیک اشتہار رکھتی تھی وارد ہوا اتفاقاً ان چند روز مین بیس نفر کفار گکھران کہ اکثر انکے عزیز و اقارب
اور فرزند سلطان شہاب الدین محمد کی جنگ مین مارے گئے تھے ہم عہد اور ہم سوگند سلطان شہاب الدین کے قتل مین ہوئے تھے
اور تدبیرین کرکے قابو ڈھونڈھتے تھے کوچ کیوقت کہ فراش سراپردہ اتارنے لگے خرگاہ خاصہ سلطان شہاب الدین ودو

جہان

مطیع اور شکن اسکا کما حقہ خاطر میں لائے اور تیسرے ماہ مذکور کو ایک ککھر دشمن سے پیشقدمی کو سلطان کے دربان کو چھری مارکر بھاگا جب غوغا ہوا تمام آدمی اور خدمتگار سلطان کے پاس جمع ہوئے اسوقت اس جماعت نے فرصت پاکر ایک شقہ سراپردہ کا چھری سے کاٹا اور مع چھری و خنجر ہائے برہنہ کے خیمہ سلطانی میں داخل ہوئے اُسوقت تین غلام ترک خدمت گذار کہ حاضر تھے تمثال حیرت سے مثل چوب خشک بیحس و حرکت ہوئے اور ککھروں نے خاطر جمعی سے حالت نوم میں اُس شاہ عالیجاہ کے بائیس چھریاں مارکر درجہ شہادت میں فائز کیا قطعہ شہادت ملک بحر و بر معز الدین ہ کز ابتدای جہان مثل او نیامد یک ہ سوم ز غرہ شعبان بسال خمس صد و دو ہ فتاد در رہ غزنین بمنزل رہتک ہ سلطنت اسکی ابتدائے حکومت غزنین سے آخر عمر تک بتیس سال اور چند مہینے تھی اس سے ایک بیٹی رہی کہتے ہیں وزیر اسکا خواجہ موید الملک بن خواجہ محمد سجستانی تھا یعنے ککھران غدار کو گرفتار کرکے بسیاست غیر مکرر یعنی انواع عقوبت سے قتل کیا اور امرا اور افسران سپاہ کو متفق کرکے اپنا شریک کیا اور خزانہ کی محافظت میں کہ چار ہزار اونٹ پر لدا تھا اُنسے قسم اور سوگند لی اور غلامان سلطان شہید کے چاہتے تھے کہ خزانہ تاراج کریں تہدید اور تخویف سے انھیں بھی مانع ہوا اور جنازہ اُس شاہ جمجاہ کا اُٹھا کر بحشمت و شوکت تمامتر غزنین کیطرف لیگیا میل خاطر خواجہ موید الملک و امرائے ترک کی واسطے سلطنت غیاث الدین محمد کے تھی اور امرائے غور سر میں خیال سلطنت بہاء الدین سام کا رکھتے تھے اس سبب سے جب حوالی فرساور میں پہونچے مابین الفریقین مخالفت تمام ظہور میں آئی خواجہ موید الملک اس راستہ سے کہ کرمان بہت نزدیک تھا جانا چاہتا تھا اسواسطے کہ تاج الدین ایلدگز کہ ایک غلامان سلطان شہاب الدین سے تھا اور سلطان غیاث الدین سے نہایت اخلاص و ربط رکھتا تھا اُس مقام میں تھا اور امرائے غور ارادہ رکھتے تھے کہ ایسی راہ سے سیر کریں کہ بامیان سے بہت نزدیک ہووے تا خزانہ بہاء الدین سام کو داخل کریں اور اس مقدمہ میں قریب تھا کہ تلوار آپسمیں چلے اور کام ضائع ہو خواجہ موید الملک نے امرائے غور کے روبرو جاکر ملائمت بہت کی اور ساتھ دلائل و براہین کے خاطرنشان کی کہ مناسب وہ ہی کہ شیوران اور کرمان کے راستہ سے غزنین کیطرف متوجہ ہونا چاہیے غرضکہ قبائل افغانان و ککھار نزا بیہ سے زحمت بہت کھینچکر جب کرمان کی نواح میں پہونچے تاج الدین ایلدگز محفہ سلطان کے استقبال کیواسطے برآمد ہوا جوہیں اُسکی نظر محفہ پر پڑی گھوڑے سے اُترکر زمین ادب کو بوسہ دیا اور اسکے بعد پردہ محفہ کا اُٹھایا جب کالبد سلطان پر نظر پڑی اپنی دستار سر سے اور پیراہن تن سے پھاڑکر گریہ و زاری آغاز کی اور ماتم تازہ کیا القصہ بتاریخ بائیسویں شہر شعبان محفہ سلطان شہاب الدین کا غزنین میں پہونچا یا اور اُس خطیرہ میں کہ جو اپنی دختر کیواسطے تیار کیا تھا مدفون کیا کہتے ہیں غزنین میں خزانہ بہت زر اور نقرہ اور جواہر سے اُس سے باقی رہا از انجملہ پانسو من الماس جواہر نفیسہ سے اسکے جواہر خانہ میں موجود تھا اور دوسرے نقود و احوال کو اس سے قیاس کرسکتے ہیں نو مرتبہ سفر ہندوستان کیا تھا دو مرتبہ شکست پائی پھر کامیاب ہوا بادشاہ عادل و خدا ترس و مشفق خلائق تھا اور علما اور صلحا کی عزت و تکریم کرتا تھا

ذکر رواج دہندہ بخشش پاک سلطان قطب الدین ایبک مشہور بہ لکبخش

سلطان قطب الدین ایبک اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ میں موصوف تھا اور روش شہریاری اور قواعد جہانداری خوب جانتا تھا اور لوازم لشکر کشی و دشمن کشی میں جیسا کہ چاہیے قیام اور اقدام کرتا تھا اور صغر سنی میں اُس جناب کو ایک تاجر ترکستان سے نیشاپور لیگیا قاضی فخرالدین ابن عبدالعزیز کوفی کے ہاتھ جو فرزندان امام اعظم ابو حنیفہ سے تھا بیچا چونکہ دست قدرت نے بقلم عنایت رقم سعادت کی اُسکے ناصیہ احوال پر کھینچی تھی اولاد قاضی کی صحبت میں مکتب میں جاکر تھوڑے عرصہ میں قرآن پڑھا اور خط و سواد بہم پہونچایا اور آداب و کمالات کے تحصیل میں نہایت کوشش کی اور قاضی کے فوت ہونیکے بعد ایک سوداگر نے

اُسے قاضی کے فرزندونسے بقیمت گران خرید کیا اور بطریق تحفہ سلطان معزالدین ملقب بہ شہاب الدین غوری کے پاس لایا
سلطان نے اُسے اُن تاجرونسے بقیمت افزون خرید کیا چونکہ اُسکی انگشت خنصر شکستہ تھی اسواسطے اُسے ایبک کہتے تھے اور خدمت
سلطانی مین ازروے شعور وا خلاص معروف رہتا تھا حتے کہ چند عرصہ مین قرب و اختصاص تمام حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک شب کو
سلطان معزالدین ایک بزم آراستہ کرکے ساتھ مقربین خاص کے صحبت رکھتا تھا اور اُس بزم مین تمام ندیمون اور مخصوصونکو
اپنے انعام کثیر سے سرفراز فرمایا سلطان قطب الدین ایبک کو بھی بمزید انعام اختصاص بخشا جب مجلس سے انصرام و اختتام پایا
سلطان قطب الدین ایبک نے جو کچھ انعام پایا تھا سب فراشون اور اہل خدمت کو قسمت کیا صبح کو جب یہ خبر سلطان کو
پہونچی یہ حرکت اُسکی پسند آئی چنانچہ اُسے مرتبہ امارت مین پہونچایا اور ساتھ خدمت حضوری کے تخت کے آگے سرفراز ہوا اور ہمیشہ
مرتبہ اُسکا ترقی پر رہتا تھا تاکہ ساتھ شغل امیر آخوری کے ممتاز ہوا اور جن روزون مین سلاطین غور اور غزنین و بامیان سلطان شاہ
خوارزمی کے دفع کیواسطے خراسان کی طرف لشکر کش ہوے سلطان قطب الدین ایبک ہر روز واسطے طلب علف کے صحرا میں جاتا تھا ایکروز
سوار ہو کے بقصد شکار گیا تھا مرغاب پر افواج سلطان شاہ سے مقابلہ ہوا قطب الدین ایبک نے داد جوانمردی اور بہادری کی دی چونکہ
جمعیت کم تھی فوج غنیم مین گرفتار ہوا اور وہ اُسے سلطان شاہ کے روبرو لیگئے سلطان شاہ نے اُسے پنجرۂ آہنی مین قید کیا
جب کہ درمیان سلطان غور اور سلطان شاہ کے جنگ واقع ہوئی سلطان شاہ منہزم ہوا سلطان قطب الدین ایبک کو سلطان
معزالدین کے ملازم مع تختہ بند آہن پنجرہ بٹھاکر سلطان کی ملازمت مین لائے سلطان نے اُسے باعزاز تمام خلعت ہاے فاخرہ
اور انعامات مرحمت فرمایا اُسیکے بعد سلطان نے ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی ہجری مین راے اجمیر اور دہلی سے انتقام لیا کہرام اور
سمانہ اور دیگر ممالک پر اُسے مقرر کرکے ہندوستان کا سپہ سالار کیا سلطان قطب الدین ایبک نے جیسا کہ چاہیے اُس منصب
جلیل کا اہتمام اور انتظام کیا اور اُس نواح کا بخوبی تمام ضبط کیا اور قلعہ میرٹھ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور دہلی کیطرف
لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا اور جب بنیاد جنگ کی قائم کی راجپوتون نے اطراف و جوانب سے آکر صفوف آراستہ کین چنانچہ سپاہ
طرفین کی بہت قتل ہوئی اور خون معرکہ جدال مین ندی کیطرح جاری ہوا راجپوتون نے منہزم ہوکر شہر مین دم لیا جب کام
اُنپر تنگ ہوا اپنی جان اور ناموس کی امان چاہی اور شہر سلطان قطب الدین ایبک کے تفویض کیا اور ماہ رمضان ۵۸۹ھ
پانسو نواسی ہجری مین جیتوان جو راے نہروالہ کے متعلقون سے تھا مع لشکر کثیر بقصد تسخیر قلعہ ہانسی کے قریب آیا حاکم وہان کا
نصرت الدین سالار متحصن ہوا اور یہ خبر دہلی مین پہونچی سلطان قطب الدین ایبک بہ تعجیل تمام اُسکی طرف متوجہ ہوا جیتوان
بھاگ کر شہر والہ گجرات کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے ۵۹۰ھ پانسو نوے ہجری مین دریا عبور کرکے قلعہ
کول کو بزور شمشیر لیا اور ایکہزار گھوڑے راہوار و غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور انہدنون مین جب خبر توجہ سلطان معزالدین
بقصد تسخیر قنوج و بنارس شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک کول سے پیشوائی کیواسطے گیا اور ملاقات کے بعد
سو گھوڑے تازی اور ایک زنجیر فیل طلائی اور ایک زنجیر فیل نقرہ سے معزالدین کو پیشکش کیا اور پچاس ہزار سوار کا جائزہ
دیکر خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور سلطان کے حکم کے موافق لشکر طلیعہ ہوکر اُسکی سواری کے آگے روان ہوا اور افواج راے
بنارس کو جو سد راہ ہوئی سب کو مار ہٹایا آخر کو جیچند راے بنارس خود قطب الدین ایبک کے مقابلہ کو میدان میں آیا اور عین گرمی
اور ہنگامہ کارزار مین ایک تیر جانستان جیچند راے کے حدقہ چشم مین در آیا فیل کے ہودہ سے خاک مذلت پر گرا مع روح
اُسکا نفس تن سے پروانہ کرگیا اور لشکر راجپوتون کا متفرق ہوا کسی شخص کو اُسکے قتل ہونیکی اطلاع نتھی آخرالامر اُس علامت سے

کہ دانت اُسکے ضعفِ پیری کے سبب میخہاے طلائی سے مستحکم کیے تھے لاش اُسکی مقتولونکے درمیان سے اُٹھا لیگئے اُسکے بعد سلطان شہاب الدین مع افواج بزرگ پیچھے سے آنکر بنارس مین داخل ہوا اور آس پاس کو تا بلاد بنگالہ کے سیر کیا اور تخمیناً ایکہزار بت توڑے اور چار ہزار اونٹ نفایس و جواہر اور زر و اقمشہ وغیرہ سے لادے اور قلعہ کول حسام الدین اولبک کے سپرد کرکے مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین جب فیلان بنارس کو بروز بار عام سلطان کی نظر خجستہ اثر مین گذرانے تمام ہاتھیوں نے فیلبانونکے اشارے سے سلطان کو سلام کیا مگر فیل سفید کہ ہر چند فیلبان نے سعی کی اُسنے سلام پر اقدام نہ کیا اور اسقدر شدت و شوخی کی کہ نزدیک تھا فیلبان کو ہلاک کرے سلطان نے فیل سفید کے سوا سب ہاتھیوں کو سلطان قطب الدین ایبک کو ارزانی رکھے اسکے بعد چند منزل غزنین کیطرف روانہ ہوا فیل سفید کو بھی ساتھ فرمان فرزندی کے قطب الدین ایبک کیواسطے ارسال فرمایا اور قطب الدین ایبک کے آخر ایام حیات تک وہ فیل زندہ تھا اسکے فوت کے بعد تیسرے دن فیل سفید بھی مرگیا چنانچہ اسوقت سے زمانہ تحریر اس تاریخ جہان آرا کے کوئی سلاطین دہلی فیل سفید نہ رکھتا تھا اور حکام اطراف سے بھی نہ سنا گیا کہ اُنکے فیل سفید رکھتا ہو ہان اِس مدت مین کہ میرے بخت مسعود نے یاوری کی ملازم داراے عجم ابراہیم عادل شاہ ہوا دار السلطنت بیجاپور مین تجار ثقہ صادق القول سے مین نے سنا کہ سرکار بادشاہ جزیرہ پیگو مین ہمیشہ دو ہاتھی سفید رہتے ہین اور جب تک وہ زندہ ہین ہر چند مردم بادشاہی وغیرہ جنگلوں مین تلاش کرتے ہین ہرگز فیل سفید نہین نظر آتی دیتا ہے اور جب کہ ان دو فیل سے کوئی مرتا ہے تو قادر بیچون کے حکم سے فیل سفید پیدا ہوتا ہے اسوقت بہ تعجیل تمام لوگ بادشاہی جنگل مین جاکر ساتھ اُس حیلہ کے کہ جانتے ہین فیل کو گرفتار کرکے شہر مین لاتے ہین القصہ سلطان قطب الدین ایبک بعد مراجعت سلطان شہاب الدین کے غزنین مین چند روز حصار اسنی مین مقام کیا اور اِس صوبہ سے خاطر مطمئن کرکے دہلی کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین خبر پہنچی کہ ہمراج راجپوت کوہستان سے خروج کرکے کولہ ولد پتھورا سے جنگ کرکے اُسے اجمیر سے رنتھنبور کیطرف مفرور کیا اور جتراے نے بھی اپنا لشکر دہلی کے انتزاع و استرداد کیواسطے روانہ کیا بلکہ حوالی دہلی مین ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوا سلطان قطب الدین نے عزیمت ملوکانہ اسکے تدارک و تلافی مین مصروف رکھکر بیس ہزار سوار اپنے لشکر سے جدا کرکے بسبیل تعجیل جتراے کیطرف متوجہ ہوا جب اُسنے سلطان قطب الدین ایبک کے آنیکی خبر پائی تاب مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر اجمیر کیطرف راہی ہوا سلطان قطب الدین ایبک نے اسکا تعاقب اجمیر تک کیا اور ہمراج راجا اجمیر نے باہر آنکر صفین آراستہ کین اور سلطان قطب الدین ایبک سے مقابلہ کرکے مقتول ہوا اجمیر از سر نو مسلمانونکے قبضہ مین آیا اس مرتبہ حکام اسلام کا نشیمن ہوا اور ۵۹۱ھ پانسو اکانوے ہجری مین لشکر نہروالہ گجرات کیطرف لیگیا اور جیتوان سپہ سالار بھیم دیو راے نہروالہ کا جو قلعہ نہروالہ کے قریب مقیم تھا سلطان قطب الدین ایبک کی تاخت سے مضطرب ہوکر مفرور ہوا سلطان نے پیچھا کیا اور وہ ایک فوج کثیر سے بھاگا جاتا تھا ایک امیر لشکر سلطانی سے کچھ سوار لیکر دوڑا اور اُسکو قتل کیا اور سب سامان لے لیا بھیم دیو بھی یہ خبر سنتے ہی اپنی ولایت کی سمت بھاگا اور سلطان قطب الدین ایبک اِس ممالک سے غنائم بیشمار لایا پھر وہانسے قلعہ ہانسی مین گیا اور اسے تعمیر کیا پھر کہرام کو مفتوح کرکے دہلی مین آیا اس درمیان مین قوام الملک رکن الدین حمزہ جو جاگیر دار حوالی رنتھنبور تھا اُسنے یہ پیغام بھیجا کہ راجہ اجمیر کا بھائی کہ کوہستان مین بھاگا ہوا تھا قلعہ مذکور پر فوج کشی ہوکر پتھورا کے بیٹے کو محاصرہ کیا چونکہ وہ سلطان قطب الدین ایبک کا مطیع اور فرمان بردار تھا بعجلت تمام اُسکی مدد کو گیا راجہ اجمیر کا بھائی یہ خبر سنتے ہی کسی طرف مفرور ہوگیا اور کولہ نے اموال وافر اور تین خربزہ طلائی پیشکش کیے سلطان قطب الدین ایبک نے وہانسے معاودت کی اور تاج الماثر مین

جو بنام قطب الدین ایبک تحریر ہوئی اس سلطان کامگار کے واقعات مفصل اسمین تحریر ہین اس سے واضح ہوتا ہو کہ جب ولایت اجمیر دوسری مرتبہ فتح ہوئی اور نہروالہ ورنتھنبور فتح وقبضہ مین آئی دہلی کیطرف مراجعت کی اور مکتوب بہ تفصیل خبر فتوحات غزنین مین روانہ کیا سلطان معزالدین نے فرمان اسکے طلب مین صادر فرمایا سلطان قطب الدین ایبک احرام خدمت باندھکر غزنین کیطرف روانہ ہوا چنانچہ بعد طی مسافت سلطان کے پابوسی مین مشرف ہوا اور اعزاز واکرام بہت پایا من بعد غزنین مین بیمار ہوا سلطان کی بمین توجہ اور طبیب روشن راے کے معالجہ کی برکت سے کہ جالینوس عصر تھا شفا پائی اور بعد صحت ہندوستانکی نقد رخصت حاصل کی جب کرمان مین پہونچا دختر سلطان تاج الدین کو حسب الحکم سلطان معزالدین کے عقد نکاح مین لایا پھر جب دہلی مین داخل ہوا بطرز اہل اسلام باتکلف تمام آئین بندی کرکے جشن کیے اور اسی سال یعنی سنہ ۵۹۲ھ پانسو بانوے ہجری مین مسجد جامع کہ قبل اسکے مدت سے دہلی مین بنائی تھی انجام کو پہونچی بعد ازان بقصد تسخیر قلعہ تھنگر یعنی بیانہ کے لشکر فراہم کرکے روانہ ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ سلطان کے آنیکی خبر ہندوستان مین شائع ہوئی سلطان قطب الدین ایبک نے ہانسی تک استقبال کرکے ملازمت کی اسپ تازی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اُسکے ہمراہ رکاب قلعہ تھنگر یعنی بیانہ پر جاکر مفتوح ومسخر کیا سلطان معزالدین نے حکومت اس قلعہ کی اپنے ایک غلامان ترک بہاء الدین طغرل کے تفویض فرمائی پھر سلطان قطب الدین ایبک گوالیار کیطرف روانہ ہوا وہانکے راجہ سلکھن راے نے باج وخراج قبول کرکے مبالغ خطیر پیشکش بھیجے اس فتوح کے بعد سلطان نے غزنین کیطرف معاودت کی اور سلطان قطب الدین ایبک دہلی مین مقیم ہوا فی الجملہ اسی سنوات مین خبر پہونچی کہ راجا ے نہروالہ یعنی راجپوتان راجہ نہروالہ سے موافقت کرکے چاہتے ہین کہ اجمیر مسلمانونکے تصرف سے برآورده کرین اور سلطان قطب الدین ایبک کہ ابھی لشکر نہروالہ مین نہ پہونچا تھا اُن راجاؤنکی حرب مین مشغول ہوا لیکن اسکا گھوڑا زخم کاری اُٹھاکر گرپڑا لشکر اسلام کا دل شکستہ ہوا اور سلطان قطب الدین ایبک کو بہ جبر تقبل دوسرے گھوڑے پر سوار کرکے اجمیر مین لیگئے اور راجپوت اس فتح سے خوشحال ہوئے جب لشکر نہروالہ کمک کو پہونچا اور اجمیر کے اطراف مین جاکر تین کوس پر فروکش ہوا اور چند مہینے متواتر جنگ مین مشغول رہا یہ خبر سلطان معزالدین کو پہونچی چنانچہ حسب الحکم اسکے امراے کبار مثل اسلام خان واسد الدین وارسلان قلج ونصیر الدین حسین واعز الدین مؤید وشرف الدین محمد مع لشکر کثیر وجم غفیر غزنین سے لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوئے اور سرکشونے بھی تیغ انتقام نیام سے کھینچی کفار نے توقف مناسب نجانا اپنے مقاموں مین راہی ہوئے اور سلطان قطب الدین ایبک قوی پشت ہوکر راے گجرات کی گوشمالی مقدم سمجھکر صفر کی پندرھوین تاریخ سنہ ۵۹۳ھ پانسو ترانوے ہجری مین اجمیر سے نہروالہ کیطرف نہضت فرمائی جب حوتلی اور نندول کے حدود مین پہونچا دونون قلعہ تصرف مین لایا اسوقت یہ خبر پہونچی کہ والی نہروالہ بسی راجپوت سے راجہ نہروالہ سے اتفاق کرکے قلعۂ ابوگڑھ کے قریب جو بلدہ سروہی کے مضافات سے ہو بیٹھا ہو اور چاہتا ہو کہ گجرات کی روانگی سے مانع ہوکر ہنگامہ کارزار برپا کرے سلطان قطب الدین ایبک اہلی جنگ کو متوجہ ہوا چنانچہ اُن دزدون اور ویرانون مین داخل ہوکر رستم کے مانند میدانمین کیسے راجپوتونکو شکست فاحش دی اور پچاس ہزار ہندو اس لڑائی مین تہ تیغ کرکے شکست سابقہ کا عوض لیا اور ہندی قریب بیس ہزار اہل اسلام کے ہاتھ آئے اور عساکر ظفر مآثر غنائم بیحد سے توانگر ومالامال ہوئے سلطان قطب الدین ایبک جب قتل وقمع کفار راجپوت سے فارغ ہوا ولایت معمورۂ گجرات مین داخل ہوا وہانکے سرکشون کو زیر وزبر کیا غرضکہ اس مرتبہ نہروالہ تصرف مین لاکر ایک امراے کبار کے تفویض کیا اور اجمیر کے راستے دہلی کیطرف مراجعت کی اور جواہرات وہاتھی بیشقیمتی اور چند کنیز وغلام خوبصورت سلطان کیواسطے غزنین مین بھیجے اور ملوک وخوانین کو انواع لطف واحسانسے سرفراز کرکے اُنکے مناصب زیادہ کیے

اور جود و کرم کا ہاتھ کھولکر فقرا و مساکین دہلی کو احتیاج کی مصیبت سے نجات بخشی اور سنہ ۵۹۹ پانسو ننانوے ہجری میں
سلطان قطب الدین ایبک نے کا جہاد کا کمر ہمت پر چست باندھکر کالنجر کیطرف روانہ ہوا وہاں کا راجہ بھی صفوف حرب آراستہ کر
میدان میں آیا اور طرفۃ العین میں بھاگ کر قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنی جراءت وجسارت سے نادم ہوا اور جسطرح سے بزرگان
اسلاف اُسکے سلطان محمود کی اطاعت کرتے تھے اُسنے بھی سلطان قطب الدین ایبک کی فرمان برداری اپنے اوپر لازم پکڑی
دوسرے یہ کہ آمادہ ترسیل اسپ و فیل وجواہر اور اموال میں تھا قضائے الٰہی سے مرگیا بعدہ اُسکے وکیل جدہ دیو نے اُس چشمہ کی نشیبی
سے جو اُس قلعہ پر ہے سر مخالفت اُٹھا کر اعلام مجادلہ اور محاربہ بلند کیے قضارا جو وقت وبا رتھا اور بخت وسعادت نے اُس سے مُنہ پھیرا
لاجرم وہ چشمہ چند روز میں خشک ہوا اہالی قلعہ نے لاچار ہوکر امان چاہی اور قلعہ سے برآمد ہوئے اور قلعہ مع ساز و سلب و زر و جواہر
سلطان قطب الدین ایبک کے ملازموں کو سپرد کیا اور وہاں بھی پچاس ہزار کنیز و غلام قید و اسیری میں مبتلا ہوکر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
اور سلطان وہاں سے شہر مہوبہ میں جو پایہ تخت بلدہ کالپی تھا روانہ ہوا اور اُسے بھی اپنے زیر نگین کیا اور اُسی راستہ سے بداؤن کیطرف
متوجہ ہوکر اُسے بھی اپنے تصرف میں لایا من بعد محمد بختیار خلجی بہار سے اُسکی ملازمت کو پہونچا انواع جواہر اور اقسام نقود پیشکش گذرانا
سلطان قطب الدین ایبک اسکے بعد دہلی میں آیا اور جو سلطان معز الدین قضیہ خوارزم کے بعد ہندوستان میں آیا سلطان قطب الدین
ایبک اور سلطان شمس الدین التمش جو اُسکے غلام تھے طائفہ کھکران سے مردانہ لڑے اور اس طائفہ کی مغلوبیت کے بعد سلطان قطب الدین
ایبک رخصت کے موافق دہلی میں آیا اور سلطان معز الدین غزنین کے راستہ میں شہد شہادت نوش کر کے جنت کیطرف راہی ہوا
پھر اُسکے بھتیجے سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین نے تخت غور پر جلوس کیا اور سلطان قطب الدین ایبک کیواسطے کہ
اسوقت تک ملک قطب الدین کہتے تھے چتر اور جلوس شاہی اور خطاب سلطانی اور خط آزادی روانہ ہند کیا بسمع اسکے سلطان قطب الدین
ایبک برسم استقبال لاہور میں گیا جو کچھ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے بھیجا تھا اُسکے وصول سے مفتخر اور مباہی ہوا
اور سہ شنبہ کے دن اٹھارہویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۶۰۲ چھ سو دو ہجری میں تخت لاہور پر اجلاس فرمایا پھر چند عرصہ کے بعد دہلی میں آیا اور
تاج الدین یلدوز جیسا کہ چاہیے پنجاب کے درپے تسخیر ہوکر غزنین سے لاہور کیطرف کوچ بکوچ روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کو
زیر کر کے متصرف ہوا سلطان قطب الدین جب اس معاملے سے آگاہ ہوا مع لشکر دہلی پنجاب کیطرف متوجہ ہوا اور سنہ ۶۰۳ چھ سو تین
ہجری میں درمیان فریقین کے آتش حرب افروختہ ہوئی طرفین سے لوازم شجاعت ظہور میں پہونچائے عاقبت الامر یلدوز
منہزم ہوکر کرمان اور شیوران کی طرف بھاگا اور پہاڑوں میں در آیا اور سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین کے تخت پر
جلوہ گر ہوکر داد عیش دی اور مے نوشی پر کمر باندھی مردم غزنین اسکی غفلت سے آگاہ ہوئے اور پوشیدہ سلطان یلدوز کے
پاس ایلچی بھیجکر طلب کیا تاج الدین یلدوز اس ڈنکا امیدوار تھا مع لشکر جرار تاخت کر کے غزنین پہونچا اور مستعد قتال ہوا
سلطان قطب الدین ایبک حقیقت حال سے مطلع ہوا اور وہاں رہنا مناسب نہ جانکر ایک شنقذ سے برآمد ہوکر لاہور کیطرف گیا
بیت چو سلطان سرانداز ما شد ہمے ✤ فتد بیخبر از سرش تاج کے ✤ سلطان قطب الدین ایبک اس سبب سے کہ عمدہ بہت
تاج الدین یلدوز کیطرف سے رکھتا تھا لاہور میں استقامت فرمائی اور عدل و داد و سخاوت میں اوقات بسر کی
خلائق کو مہد امن و امان میں نگاہ رکھا کہ ناگاہ سنہ ۶۰۷ چھ سو سات ہجری میں چوگان بازی کیوقت لاہور میں گھوڑے
سے گرا اور زین کا کوہہ اُسکے سینہ پر اس زور سے لگا کہ جان بر نہوا مدت اسکے دولت کی فتح دہلی سے آخر عمر تک بیس برس
اور چند مہینے تھی از انجملہ چار برس بادشاہی میں گذرے اسکی سخاوت و جوانمردی اور شجاعت ہندوستان میں ضرب المثل ہے کہ

لاکھون روپیہ انعام فرماتا تھا اور مستحقونکو زیادہ اس سے جو حوصلہ مین سمائے عطا کرتا تھا اس سبب سے لقب اسکا لکھ بخش ہوا اور ابتک اہل ہند اسکے جود و سخاوت پر مدح کرتے ہین کل قطب الدین کہتے ہین کل در کال بکاف عربی مفتوح مع الالف اور بدون الالف زمانہ کو کہتے ہین یعنی قطب الدین زمانہ اور بہاء الدین کہ ایک فضلاے عصر سے تھا اسکی مدح مین کہتا ہے قطعہ

ای بخشش لک تو در جہان آوردہ ✤ کان را کف تو کار بجان آوردہ ✤ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان ✤ وز لعل بہانہ درمیان آوردہ ✤

جو سلطان قطب الدین ایبک کے سوا اور چار نفر غلامان امراے سلطان معز الدین سام سے مملکت ہندوستان مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تھے ذکر انکا اس مقام پر مناسب دیکھا ۔ **ذکر سلطان تاج الدین یلدوز کا** ۔ ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ سلطان معز الدین محمد سام غلامان ترک کے خریدنے اور انکی ترتیب کرنےمین نہایت شفقت رکھتا تھا اسواسطے اُسے ایک دختر کے سوا کوئی فرزند نصیب نہوا ایک روز ایک مصاحب گستاخ نے عرض کی کہ کیا خوب ہوتا جو آفریدگار عالم سلطان زمن کو پسران سعادت نشان کرامت فرماتا تو بعد حصول واقعۂ ناگزیر صاحب تاج و تخت ہوتے سلطان نے اُسکے درجواب ارشاد کیا کہ اگرچہ بادشاہ ہونکے فرزند متعدد ہوتے ہین میرے کئی ہزار فرزند ہین میرے انتقال کے بعد ممالک میرے نام رکھینگے چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا سلطان نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمایا تھا ایک سلطان معز الدین کے غلامونسے کہ مالک تاج و نگین ہوا وہ تاج الدین یلدوز ہے سلطان شہاب الدین نے اسے صغر سن مین خرید کیا تھا جو کہ صاحب اخلاق پسندیدہ و اوصاف حمیدہ تھا اور حلیۂ جمال باکمال سے بھی آراستہ تھا سلطان نے اُسے قرب خدمت مین اختصاص دیکر مرتبہ اسکا بزرگ کیا اور اپنی عنایات بیغایات سے تمام بندون پر ممتاز فرمایا اور جب مرتبہ امارت مین پہونچایا کرمان اور شیوران اسکی وجہ جاگیر مین مرفوع القلم کیا جو وقت سلطان نے بسفر ہندوستان کرمان مین نزول اجلال [illegible] اقبال فرمایا ملک تاج الدین یلدوز نے تمام امرا کی ضیافت کی اور ایکہزار کلاہ و قبا خلعت دیئے اور علاوہ اسکے تمام لشکر و حشم کو ہر شخص کی لیاقت اور عزت کے موافق انعام فرمایا اور اُسکی دو بیٹیان تھین ایک بیٹی سلطان کے حکم سے سلطان قطب الدین ایبک کے حبالۂ نکاح مین تھی اور دوسری بیٹی ملک ناصر الدین قباچہ کے عقد نکاح مین منعقد کی تھی اور نیز سلطان تاج الدین یلدوز کے دو فرزند تھے ایک معلم کے سپرد کیا تھا معلم نے بقصد تادیب کوڑا اُٹھا کر اُسکے سر پر مارا جو کہ اُس طفل کی اجل آپہونچی تھی اسی ضرب سے آناً فاناً مین وفات پائی بمضمون اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون کا واقع ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان تاج الدین یلدوز کو پہونچی معلم کو خرچ دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ جب تک لڑکے کی ماں کو خبر پہونچے آپ براہ اخفا پوشیدہ ہو کر سفر اختیار کرو پس یہ حکایت ایک دلیل واضح ہے اسکی حسن سیرت پر شرح کی حاجت نہین رکھتی الغرض سلطان معز الدین آخر ایام سلطنت مین جب کرمان مین آیا ملک تاج الدین یلدوز کو کسوت (یعنے ملبوس) خاص سے مخصوص کیا اور اُسے سیاہ کا نشان عنایت فرمایا اور اسکے دل مین یہ تھا کہ سلطان کے مرنیکے بعد سلطنت ولایت غزنین اُسے ہو جب سلطان نے وفات پائی ملوک اور امراے ترک کی یہ مرضی تھی کہ سلطان محمود بن سلطان غیاث الدین محمد سام کو گرم سیر کی حدود سے طلب کرکے تخت عم پر جلوس دین لیکن یلدوز [illegible] کرکے سلطان محمود کو عرضداشت کی سلطان محمود نے اُسکے درجواب لکھا کہ مجھے اپنے باپ کا تخت فیروزہ کوہ بہت بہتر ہے سلطان تاج الدین یلدوز کو خلعت بھیجکر اور خط آزادی دیکر غزنین کا تخت عنایت فرمایا چنانچہ اس فرمان کے موافق ملک تاج الدین یلدوز نے تخت غزنین پر اجلاس کیا اور اس ممالک کو اپنے قبضہ مین لاکر حکومت مین مشغول ہوا اسکے بعد لاہور کے تسخیر کا آہنگ کرکے لشکر کشی بجانب ہندوستان کی اور سلطان قطب الدین ایبک سے حدود پنجاب مین حرب و ضرب کرکے